اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے
میں غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے والی ایک لاجواب تحریر

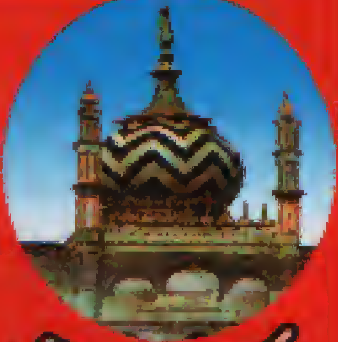

امام احمد رضا
ایک مظلوم مفکر

مصنف

علامہ عبدالستار ہمدانی (انڈیا)

ترتیب نو

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت مزنگ لاہور

پہلے اسے پڑھئے

بقلم - علامہ محمد اکمل عطا قادری

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجددِ دین وملّت، پروانۂ شمع رسالت، عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسمِ گرامی 'دین ومسلک سے تعلّق رکھنے والوں کیلئے' کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ لیکن کثیر مسلمان (خصوصانئی نسل) ایسے بھی ہیں کہ جو دین ومسلک سے کم رغبت اور دُنیاوی اُمور میں دلچسپی زیادہ رکھنے کے باعث، آپ کی شخصیت کے کارناموں سے یکسر غافل ہیں۔ یہ دعویٰ دُرست ہے یا نہیں؟ اگر جاننا چاہیں تو نمازِ جمعہ کے بعد 'مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام' پڑھنے والوں سے سوال کر کے دیکھئے کہ 'یہ پڑھا جانے والا سلام کس کا لکھا ہوا ہے اور اس شخص کی سیرت اور علمی کارناموں کے بارے میں آپ کتنا جانتے ہیں؟' اِن شاءَ اللہ عزّ وجل مذکورہ سوال کا جواب فوراً حاصل ہو جائے گا۔

عوامِ اہلسنّت کی اسی غفلت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے، دشمنانِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی شخصیت وکردار مسخ کر کے پیش کرنے کا باآسانی موقع میسر آگیا اور انہوں نے آپ کے تمام کارناموں پر پردہ ڈال کر، معاذ اللہ مشرک، بدعتی، متعصب، متشدد، کفر کے فتوے صادر کرنے کی مشین اور نہ معلوم کون کون سے غلط اور جھوٹے اِلزامات لگا کر آپ کا نام بدنام کرنے کی ناپاک کوششیں شروع کر دیں۔ نتیجتاً ایسے کثیر سادہ لوح مسلمان جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بنیادی واقفیت بھی نہ رکھتے تھے، صرف یک طرفہ کلام سن کر بدگمانی جیسے حرام فعل میں مبتلاء ہوتے چلے گئے اور ان کے ذہنوں میں آپ کے بارے میں منفی و غلط تصورات نے جڑ پکڑ لی۔

ایسی صورتِ حال میں اس امر کی سخت ضرورت تھی کہ آقائے نعمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرتِ پاکیزہ اور علمی کارناموں کو عوام کے سامنے بالتفصیل اور زیادہ سے زیادہ پیش کیا جائے تاکہ بدگمان حضرات توبہ کرنے اور ناواقف مسلمان، دشمنوں کے چنگل میں پھنسنے سے محفوظ رہنے میں کامیاب ہو جائیں۔ نیز گستاخانِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا اصل چہرہ دکھانا، ان کے سیاہ کارناموں سے پردہ اٹھانا اور 'ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف کے اصل سبب کی نشاندہی کرنا' بھی بے حد ضروری تھا۔

دیگر 'مسلکِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخلص علماءِ اہلسنّت کی مثل، عاشقِ اعلیٰ حضرت جناب حضرت علامہ مولانا عبدالستار ہمدانی مدظلہ العالی نے بھی مذکورہ بالا امور پر توجہ فرما کر ایک کتاب مرتب فرمائی جس کا نام 'امام احمد رضا ایک مظلوم مفکّر' رکھا۔ اس کتابِ لاجواب میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف، نثری صورت میں آپ کے مناقب، علمی کارنامے، مسئلہ تکفیر میں آپ کی احتیاط پسندی اور الزامات سے برأت کا ثبوت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ بدمذہبوں کا سیاہ تعارف، ان کے ناپاک کارنامے اور 'اہلسنّت اور ان کے درمیان' اِختلاف کا اصل سبب بھی بیان کیا گیا ہے۔

بلا مبالغہ اس کتاب کا ایک ایک جملہ بلکہ ہر ہر لفظ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن 'طبائع کی دِینی کتابوں کے مطالعے سے بے رغبتی' کو محسوس کرتے ہوئے مکتبۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ کتاب میں سے چند اقتباسات کا انتخاب کر کے ایک رِسالے کی شکل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے تا کہ 'ضخامتِ کتاب کو پیشِ نظر رکھ کر مطالعہ فرمانے والے قارئین' بھی کتابِ ھٰذا کی بَرَکات سے محروم نہ رہیں، اُمید ہے کہ 'اِدارے کی اس مخلصانہ کوشش کو 'خدمتِ دین کے جذبے پر محمول کر کے' تحسین بھری نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔

زیرِ مطالعہ رسالہ، درجِ ذیل امور پر مشتمل ہے۔

۱۔ سب سے پہلے نثری شکل میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب، بہترین ترین الفاظ اور ایسی سلاست و روانی کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں کہ ان شاءَ اللہ عزوجل ہر قاری کی زبان پر بے اختیار تعریفی کلمات جاری ہو جائیں گے۔

۱۔ پھر آپ کے خلاف کی جانے والی سازشوں کا ذِکر ہے۔

۱۔ پھر آپ کی مخالفت میں شدت کی وجہ سے اور ان فتنوں کا ذکر ہے کہ جن کا آپ نے اکیلے قلع قمع فرمایا۔

۱۔ پھر آپ پر لگائے گئے الزامات، بدمذہبوں کے ساتھ اختلاف کی وجہ، ان کا تعارف اور سیاہ کارنامے بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ پھر آپ پر لگائے گئے جھوٹے اور من گھڑت الزمات کا ردِ بلیغ کیا گیا ہے۔

۱۔ پھر آپ پر لگائے گئے الزامات کا رَد کرنے میں کوتاہی برتنے پر 'اپنوں' سے 'جائز شکوہ' کیا گیا ہے۔

۱۔ پھر فتویٰ دینے کا حکمِ کفر لگانے میں آپ کی شانِ احتیاط کا بیان ہے۔

اِدارے کی جانب سے مندرجہ ذیل اضافہ کیا گیا ہے۔

(i) جہاں عربی عبارات پر اعراب نہ تھے، وہاں اعراب لگا دیے گئے ہیں، نیز ان کا ترجمہ بھی لکھ دیا گیا ہے۔

(ii) تقریباً ہر مشکل لفظ کا آسان معنی رِسالے کے آخر میں لکھ دیا ہے، دمیان میں لکھنا 'سلاست و روانی کے فوت ہو جانے کے خوف کے باعث' مناسب معلوم نہ ہوا۔

(iii) آیات کا ترجمہ مع حوالہ ہر صفحے کے نیچے حاشیہ میں لکھ دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مصنف و اِدارے کی اس سعیِ احسن کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر سب کیلئے باعثِ نجات بنائے۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مظلوم مُفکّر

امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر...... ایک وسیع النظر مدبر[1]...... عشقِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر...... اپنے وقت کا ممتاز فقیہہ...... علم و عرفان کا بہتا سمندر...... جس نے دُنیا کو عشقِ مصطفیٰ کا پیغام دیا۔ کفر و ارتداد[2] والحاد[3] سے اُمّتِ مسلمہ کو بچایا۔ ایمان کی روشنی دی...... کفر کی ظلمت کو چھانٹا...... بے دینی کا پردہ چاک کیا...... صراطِ مستقیم پر اُمتِ رسول کو گامزن کیا...... عظمتِ رسول کیلئے اپنا سب کچھ داؤ پر لگایا۔ ناموسِ رسالت کی حفاظت کیلیے اس نے اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کی۔ ربِّ کائنات کی شان میں توہین آمیز کلمات کہنے اور لکھنے والوں کو اس نے اپنی جلالتِ[4] علم کے نیزے کی نوک سے ساکت کر دیا۔ رسولِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخانہ لب کشائی کی جرأت کرنے والوں کی زبانیں اس نے اپنے قلم کی تلوار سے کاٹ کر پھینک دیں۔ محبانِ رسول و عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں تلے اس نے اپنا دِل بچھونے کی شکل میں بچھایا۔ آلِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کیلیے اس نے اپنا عمامہ برسرِ عام اس کے قدموں پر رکھا اور اس کی پالکی کا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھایا۔ جس کی آنکھیں گنبدِ خضرا کا نظارہ کرنے کیلیے ہمیشہ بیتاب رہتی تھیں۔ جس کا سراپا یادِ محبوب میں بے قرار تھا...... جس کا وجود لقاءِ محبوب کی تڑپ میں گم تھا...... اپنے آقا کے وفاداروں کے لئے وہ پھول سے بھی زیادہ نرم اور شہد سے بھی زیادہ شیریں تھا۔ آقا و مولیٰ کے گستاخوں کے لئے وہ لوہے سے زیادہ سخت اور آگ سے بھی زیادہ گرم تھا۔ وہ بارگاہِ رسالت کے دشمنوں پر قہرِ الٰہی کی بجلی بن کر ٹوٹ پڑتا تھا۔ خداداد صلاحیتوں نے اسے ہمیشہ غالب و فتح مند بنایا۔ مخالفین کو بھی جس کی صلاحیتوں کا لوہا ماننا پڑا۔ جس کے قلم کی نوک سے نکلی ہوئی ہر بات بلکہ ہر لفظ ایسا جامع، مانع اور موثر تھا کہ جس کا رَد کرنا محال تھا۔ جس کے قاہر[5] دلائل و شواہد پہاڑ سے بھی زیادہ اٹل تھے جو ٹالے نہ ٹل سکتے تھے۔ دلائل کے میدان کا وہ شہسوار تھا۔ قلم کا وہ دھنی[6] تھا۔ نفاذِ[7] دلائل، سرعتِ[8] کتابت، زورِ بیان، طرزِ تحریر، اثباتِ دعویٰ، اظہارِ حق، ابطالِ باطل[9]، دفاعِ حق، فصاحت و بلاغت، علم و ادب، فضل و دانش، وضاحت و تشریح، تنقیشِ[10] رموز، انسدادِ[11] ضرر، اجتہاد[12] و استنباط، تحقیق و[13] تدقیق، خطابت و کلام، ذہانت و فقاہت، استعداد[14] وجلالتِ علم، شعر و سخن، فن و حکمت وغیرہ میں وہ اپنی مثال آپ تھا۔ اس کا کوئی مدِ مقابل نہ تھا۔ کوئی برابری کا نہ تھا۔ بلکہ اپنے عصر کے بڑے بڑے دانشورانِ علم و فن اس کے سامنے طفلِ مکتب[15] کی بھی حیثیت نہ رکھتے تھے۔

---

۱ دانشمند ۲ مرتد ہونا ۳ دینِ حق سے پھر جانا ۴ علم کی بزرگی و عظمت ۵ غالب و زبردست ۶ شوق رکھنے والا ۷ دلائل کا جاری ہونا
۸ لکھنے کی تیزی ۹ ناحق کو غلط قرار دینا ۱۰ باریکیوں کی چھان بین ۱۱ نقصان کی روک تھام ۱۲ غور و خوض سے کسی کا مسئلہ حل کرنا
۱۳ اصلیت معلوم کرنا، تفتیش ۱۴ لیاقت و قابلیت ۱۵ مدرسے میں پڑھنے والا بچہ

جس کا علم سب پر بھاری تھا... جس کے برہان [1] و دلائل کوہِ آہن [2] کے مانند تھے.. جس کے دریائے علم کی گہرائی کو ناپنا مشکل تھا، جس کے علم وفن کی رفعت و بلندی پانا مشکل و دشوار تھا۔ وہ علمِ لدنی [3] کا حامل تھا...... عطائے خداوندی کا جس پر کرم تھا...... فضلِ رسول کا جس پر سایہ تھا...... وہ فقیہ تھا...... عالم تھا...... حافظ تھا...... قاری تھا...... مفتی تھا...... محدث تھا...... مجتہد تھا...... مستنبط تھا...... مفسر تھا...... مناظر تھا...... مصنف تھا...... مجدد تھا...... ماہرِ فن ...... ادیب تھا...... شاعر تھا...... معلمِ علماء تھا...... ہادیٔ اُمت تھا...... مفکرِ ملت تھا...... مدبر تھا...... اسلامی علوم اس کی گھٹی میں پلائے اور سکھائے گئے تھے۔ دُنیوی علوم جس کو عطا کیے گئے تھے...... علومِ جدیدہ میں اس کی مہارت مسلّم [4] تھی...... جس نے کئی تشنہ [5] ہائے علم کو جامِ شیریں سے تسکین دی...... فتنوں کی آندھیوں کے سامنے مستحکم [6] قلعہ کی حیثیت سے قائم رہا...... جس نے الزامات وافترات [7] کے زہریلے تیر اپنے سینے پر جھیلے...... لیکن اُمتِ مسلمہ کو عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاداب [8] اور مہکتے پھول دیئے۔ تاریک دِلوں میں شمعِ عشقِ رسالت روشن کی...... محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اصلِ ایمان اور جانِ ایمان ہے۔ یہ پیغام دُنیا کو دیا۔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وفاداروں سے دوستی اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخوں سے عداوت ونفرت کا دَرس دیا۔ خدائے تعالیٰ کی توحید وتقدیس اور خدا کے محبوب کی عظمت پر کیئے جانے والے ہر حملے کا دندان [9] شکن جواب دیا۔ آیاتِ قرآنی میں تحریف [10] اور غلط تاویل [11] کرنے والوں کو جس نے ساکت کردیا۔ اسلامی اصول وقوانین میں ترمیم کرنے کی جرأت کرنے والے تمام عناصر کو اس نے مبہوت ومغلوب کردیا۔ بیانِ رفعتِ شانِ جانِ ایمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اس نے علم وعرفان کے دریا بہادیئے۔ جس نے ملت کو قرآن کا صحیح فہم [12] دیا...... حدیث کا صحیح مفہوم سمجھایا...... قول وفعلِ اصحابِ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حقیقی پس منظر بتایا...... اقوال وارشاداتِ مجتہدین کی صحیح تشریح بتائی...... اسلام کا صحیح نظریہ باور [13] کرایا...... فقہ واصول کے رموز [14] و جزئیات [15] کی عقدہ [16] کشائی کی...... دِین کا محافظ...... ملت کا محسن...... مگر تواضع وانکساری کا پیکرِ جمیل...... حلم وضبط کا پاسدار...... اُمت کا پاسبان...... مومنوں کا نگہبان...... ہر فن اور ہر عمل میں بے مثال...... صاحبِ تصانیفِ کثیرہ...... زہدوتقویٰ کا نمونہ...... اتباعِ شریعت و پرہیزگاری میں اپنی مثال خود آپ...... فرائض و واجبات کی ادائیگی کا سخت پابند...... سنّت ومستحب کا دلدادہ...... اخلافِ میت خیر کا بے داغ آفتاب...... اِسْتِقْلَالٌ فِی الدِّیْن [17] میں کوہِ ہمالیہ [18] سے بھی بڑھ کر......

---

[1] دلیلیں [2] لوہے کا پہاڑ [3] وہ علم جو سیکھے بغیر وحی یا الہام کے ذریعے حاصل ہو [4] تسلیم شدہ [5] علم کے پیاسے [6] مضبوط [7] بہتان وتہمت [8] تروتازہ [9] دانت توڑ [10] ترجمہ کرنے میں ارادۃً اصل معانی سے مختلف کرنا [11] شرح [12] سمجھ وشعور [13] یعنی صحیح نظریہ کا یقین کروایا [14] رمز کی جمع ہے بمعنی راز [15] اجزاء [16] گرہ کھولنا، مشکل آسان کرنا [17] دین میں مستقل ہونا [18] ہمالیہ پہاڑ سے بھی بڑھ کر (جو دنیا میں سب سے بلند پہاڑ ہے)

اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ [1] کی زِندہ تصویر...... وقت آشنا [2]...... دوررس [3]...... نگاہ رکھنے والا...... حالات و حوادثات کے اثرات سے باخبر...... دشمنوں کے ہر حال سے واقف...... پرکھنے میں ماہر...... مذہب کے نام پر شکم پروری کرنے والے عناصر کو ایک نظر میں پہچاننے والا...... گمراہ کن اور دھوکے بازوں کے ہتھکنڈوں سے ہوشیار...... حق گوئی میں بے خوف، مجاہد، بہادر سپاہی، دلیر، نڈر، کفن بردوش [4] دین کے معاملے میں کسی کی بھی پرواہ کرنے سے دُور...... دنیوی جاہ وجلال کا بھی لحاظ نہ کرے...... جس کی زندگی کا مقصد صرف اور صرف تعظیمِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم...... جس کی زندگی کا ہر پل دینِ متین کی بے لوث خدمت میں صَرف ہو...... جو اپنے آقا ومولیٰ کی عظمت بیان کرنے کیلئے ہر لحہ مستعد [5] ہو...... جس کی زندگی کا سُرور تعظیمِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم...... جس کے دل کا قرار نعتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم...... جس کے وجود کا ہر رونگٹا محوِ ثنائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم...... رسولِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت کا یہ عالم کہ ذاتِ رسول اور فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلے میں اس نے اپنے اور پرائے کسی کا بھی لحاظ نہیں کیا۔ آقا ومولیٰ کے مرتبۂ عظمیٰ کے شایانِ شان نہ ہو، ایسا ایک جملہ تو در کنار بلکہ ایک لفظ بھی کسی نے کہا یا لکھا، تو وہ عاشقِ صادق اس کی تردید وتعاقب کیلئے اٹھ کھڑا ہوا، یا کسی نے شریعتِ مطہرہ کے خلاف کسی فعل کا ارتکاب کیا...... حق گو مجاہد نے بِلاَ خَوْفِ لَوْمَۃِ لاَئِم [6] اس کے خلاف صدائے حق بلند کی۔ اس حق گوہی کا فریضہ انجام دیتے وقت اس نے یہ نہ دیکھا کہ سامنے کون ہے؟ اپنا ہے یا پرایا؟ بلکہ صرف شریعت کا ہی لحاظ کیا۔

یہی وجہ ہے کہ اس جلیل القدر فقیہہ نے بہت سے گروہوں کی دشمنی مول لی۔ لیکن وہ ایسے دشمنوں سے بے پرواہ اور بے نیاز تھا، کسی بڑے سے بڑے کو خاطر میں نہ لایا...... اسے ضرورت بھی کیا تھی کسی کو خاطر میں لانے کی، کیونکہ وہ عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا...... محبِّ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا...... فدائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا...... گدائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا...... رضا جوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا...... فنافی الرسول [7] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا...... معینِ [8] دینِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا...... محافظِ ایمانِ اُمتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا۔ وہ کسی سے ڈرتا نہیں تھا۔ کسی سے مرعوب نہیں ہوتا تھا۔ کسی دُنیاوی صلے کا متمنی [9] نہیں تھا۔ کسی کا آرزومند نہیں تھا۔ دُنیا کی طمع [10] اسے پگھلا نہیں سکتی تھی۔ دنیوی حب وجاہ کی اس کے دِل میں ذرہ برابر بھی وقعت نہ تھی۔ مالِ دنیا کی حرص...... ذاتی بلندیٔ رتبہ...... خواہشِ عہدہ واقتدار وحکومت...... حصولِ جائیداد...... وغیرہ سے وہ منہ پھیر چکا تھا۔ وہ دینِ اسلام کا سچا خادم تھا۔ ملت کا صحیح رہنما تھا۔ اس نے ہر نازک موڑ پر ملت کی رہنمائی کی۔ ملت کو گمراہ ہونے سے بچایا۔

---

[1] اللہ تعالیٰ کیلئے محبت اور اللہ تعالیٰ کیلئے نفرت رکھنا [2] وقت کو پہچاننے والا [3] دُور تک پہنچنے والی [4] کفن کندھے پر اٹھانے والا [5] تیار [6] ترجمہ: ملامت کرنے والے کی ملامت کے خوف کے بغیر [7] فقر کا وہ مرتبہ جس میں سالک (چلنے والا) پیروی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی طبیعت ثانی بنالیتا ہے [8] مدد کرنے والا [9] آرزو کرنے والا [10] لالچ

مہلک ۱ راہ چلنے سے روکا۔ آفتاب رشد و ہدایت بن کر ملت کو راہِ ہدایت دکھائی۔ قوم کو حق گوئی کا جوہر عطا کیا۔ سربلند اور سرخرو
ہو کر جینے کا سلیقہ دیا۔ اسلام کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنہ سے ٹکرانے کا جذبہ دیا۔ انجام سے بے پرواہ ہو کر دشمنانِ رسول صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اٹھ کھڑے ہونے کا ولولہ دیا۔ یقینِ محکم ۲ اور عملِ پیہم ۳ رکھنے کا طریقہ سکھایا۔ دِلوں میں عظمتِ مصطفیٰ کی
روشنی بھر دی۔ آنکھوں میں دیارِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جلوہ سمو دیا۔ اس کے علم کا لوہا غیروں نے بھی مانا۔ اس کی فقہی بصیرت
سب نے تسلیم کی۔ عرب و عجم کے علماء میں مقبول ہوا۔ مرجع علماء بنا۔ مجدد ۴ کے عظیم مرتبہ پر فائز ہوا۔ اپنے علم پر فخر کرنے والے
بڑے بڑوں کو لاجواب کر دیا۔ وہ کبھی لاجواب نہیں ہوا۔ اس کے سامنے سب جواب دے چکے کیونکہ اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔
ہزاروں کتب و فتاویٰ کا مصنف...... ایک سو سے زِیادہ فنون کا ماہر...... جس نے ہر فن کے ماہرین کو سرِ تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا۔
ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۵ کا مظہر...... جو سراپا اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ ۶
کا مظہر...... وَاَیَّدَہُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ۷ سے فیضیاب...... حِزْبُ اللّٰہِ ۸ کا مجاہدِ اعظم۔ ہُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۹ کی بشارت
سے سرخرو...... حق گوئی کے میدان میں وَہُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۱۰ کے تحت ہر موڑ پر امتحان دیتا ہوا...... وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ
اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۱۱ کے صدقے میں ہر محاذ پر کامیاب ہوتا ہوا۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ۱۲
پر کامل عمل کرتے ہوئے خشیتِ الٰہی سے کانپتا ہوا...... اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۱۳ سے مستفید ۱۴ و
مستفیض ۱۵ ہو کر تقویٰ اور پرہیزگاری کا اسوۂ حسنہ ۱۶...... حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ ۱۷ سے جذبہ محبت اخذ کر کے
اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ ۱۸ کی صدا بلند کرتا ہوا آقا و مولیٰ کی عظمت و محبت میں سب کچھ نثار کرتا ہوا
مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ۱۹ کے کیف میں سرشار ہو کر 'مورا ۲۰ تن من دھن سب پھونک دیا...... یہ جان بھی پیارے
جلا جانا' کی تمنا کرتا ہوا...... 'کروں تیرے نام پہ جاں فدا' کا ولولہ اور جذبہ جس کے دِل کی عکاسی کرتا ہو......

---

۱ ہلاک کرنے والی ۲ مضبوط بھروسہ ۳ لگاتار کام ۴ تجدید کرنے والا، پرانے کو نیا کرنے والا ۵ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے (پ ۲۷،
الحدید: ۲۱) ۶ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا (پ ۲۸، الحشر: ۲۲) ۷ اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد
کی (پ ۲۸، الحشر: ۲۲) ۸ اللہ کی جماعت (پ ۲۸، الحشر: ۲۲) ۹ وہی مراد کو پہنچے (پ ۱۰، التوبہ: ۲۰) ۱۰ اور ان کی آزمائش
نہ ہوگی (پ ۲۰، العنکبوت: ۲) ۱۱ اور تم ہی غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو (پ ۴، ال عمران: ۱۳۹) ۱۲ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی
ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں (پ ۲۲، فاطر: ۲۸) ۱۳ بے شک اللہ کے یہاں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے
(پ ۲۶، الحجرات: ۱۳) ۱۴ فائدہ اٹھانے والا ۱۵ فیض چاہنے والا ۱۶ بہت اچھا نمونہ ۱۷ یہاں تک کہ میں اسے سب سے زیادہ محبوب
ہو جاؤں (مشکوۃ) ۱۸ خبردار! اس شخص کا ایمان نہیں جسے ان سے محبت نہیں ۱۹ فنا ہو جاؤ اس سے پہلے کہ تمہیں موت آئے ۲۰ میرا

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ [۱] کو جس نے اپنی زندگی کا آئین بنا کر اس پر سختی سے عمل پیرا ہو کر، خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخوں سے اپنی زندگی کی آخری سانس تک متنفر رہا اور اس کی تعلیم و تلقین کرتے ہوئے کہا کہ......

دشمنِ احمد پہ شدت کیجئے　　ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

قرآن سے اس نے جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ [۲] کا سبق سیکھا تھا۔ وہ سبق اسے اچھی طرح یاد تھا وہ اس کا عاملِ کامل تھا۔ ساتھ ہی وہ اصحابِ نبی کی عادت شریفہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ [۳] کے نقشِ قدم پر چل کر رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ [۴] کا بھی نمونہ عمل تھا۔ اپنے دینی بھائیوں کے تحفظِ ایمان و عمل اور سلامتی جان و مال کیلئے وہ ہمیشہ فکرمند رہا۔ اعدائے [۵] دین کی ستم ظریفی [۶] کا ازالہ [۷] کرنے کیلئے وہ ہر لمحہ متحرک رہا۔ اپنے آقا کی مدح وثنا میں وہ عروج کی منزل تک پہنچا تھا۔ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ [۸] سے فیضیاب ہو کر 'دم میں جب تک دم ہے، ذکر ان کا سناتے جائیں گے' کی آہنی صدا بلند کی۔ 'مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے' کا جذبہ قلوبِ مسلمین میں نقش کر دیا۔ اور 'لوا [۹] کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے' کی اُمید و آرزو میں دنیوی زندگی کو مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ [۱۰] کا حسین کردارِ عمل بنایا۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتِ شان بیان کرنے کی تمنا میں اس کا دلکش تصوّر دیکھ کر بے ساختہ زبان سے دُرود و سلام جاری ہو جاتا ہے اور اس عاشقِ صادق کے ہمراہ ہم بھی یہی کہہ اٹھتے ہیں کہ......

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور　　بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

اور اس عاشق کی یہ تمنا پوری ہوتی ہوئی اس طرح پیش آئے کہ......

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ　　مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

---

[۱] تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دین پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی (پ ۲۸، المجادلہ : ۲۲) [۲] کافروں اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ (پ ۲۸، التحریم : ۹) [۳] کافروں پر سخت ہیں (پ ۲۶، الفتح : ۲۹) [۴] آپس میں نرم دل (پ ۲۶، الفتح: ۲۹) [۵] دین کے دشمن [۶] مذاق مذاق میں ظلم کرنا [۷] دُور کرنا [۸] اس کی عزت کرو اور توقیر کرو [۹] جھنڈا [۱۰] آخرت کی کھیتی

لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ [1] سے بارگاہِ رسالت کا ادب سیکھا اور سکھایا۔ لب کشائی کی جرأت کرنے والوں کو اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ [2] کی وعید [3] صریح [4] سے ڈرایا۔ لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ [5] سے حدودِ ادب کا خطِ استواء [6] کھینچا۔ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ [7] سے بارگاہِ رسالت کا ادب و احترام [8] یاد کرایا۔ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ [9] سے مقامِ رسالت کی بلندی ثابت کر کے "ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ" کا عالمگیر [10] پیغام دیا۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ [11] کا صحیح مفہوم اخذ کر کے "ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ" کا ایمان افروز درس دیا، وہ عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا......

عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں دیوانہ تھا لیکن ایسا فرزانہ [12] تھا کہ "پیشِ نظر وہ نو بہا سجدے کو دل ہے بیقرار" کے جوشِ جنوں پر اس نے "روکیے سر کو روکیے" سے ہوشِ حدود کی لگام لگا کر "ہاں یہی امتحان ہے" کہہ کر پاسِ [13] شریعت ملحوظ رکھا اور غلو [14] سے محفوظ رہا۔ اپنی محبت کے جذبے کو اس نے جوشِ الفت اور ہوشِ شریعت کی سرحدوں کے مابین [15] محدود رکھا اور وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا [16] پر عمل کرتے ہوئے ہوش و جوش کے درمیان رہتے ہوئے یہاں تک فرمایا کہ "اللہ کی سرتابقدم شان ہیں یہ"

كُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ [17] کی ترجمانی ایسے نفیس انداز میں کی کہ......

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم   خدا چاہتا ہے رضائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

عشقِ رسول جس کے دِل کی دھڑکن...... اس کی حیات کا واحد سبب و مقصد تھا۔ اس کے جسم کا ہر ہر رونگٹا محوِ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ثنائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا۔ اس کی آنکھوں میں صرف عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلوے سمائے ہوئے تھے......

---

[1] اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے (پ۲۶، الحجرات: ۲) [2] کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں (پ۲۶، الحجرات: ۲) [3] سزا دینے کا وعدہ [4] صاف، ظاہر [5] اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو (پ۲۶، الحجرات: ۱) [6] ہموار لکیر [7] تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں (پ۲۶، الحجرات: ۴) [8] بھروسہ کرنا [9] اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو، جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو (پ۲۶، الحجرات: ۲) [10] دنیا میں پھیلا ہوا [11] یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے (پ۲۱، الاحزاب: ۶) [12] سمجھدار [13] شریعت کا لحاظ [14] بہت زیادہ مبالغہ کرنا [15] درمیان [16] اور بات یونہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب اُمتوں سے افضل (پ۲، البقرۃ: ۱۴۳) [17] تمام لوگ میری رضا چاہتے ہیں اور میں (اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تیری رضا چاہتا ہوں۔

وہ زندہ تھا صرف روحِ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سبب...... اس کی زندگی کا مقصد پرچمِ عظمتِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لہرانا...... اور موت کی خواہش بھی دیدارِ رخِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شرف حاصل کرنے کیلئے......

جان دے دو وعدۂ دیدار پر نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

اور............

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

یہ صدائے دِل اس کی آرزو اور تمنا کی نشاندہی کر رہی ہے۔ دیارِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل جنّت کی فضا بھی جس کا دِل بہلا نہ سکے اور وہ مضطرب ہو کر یوں کہہ کر پکار اٹھا کہ......

جنّت کو حرم سمجھا، آتے تو یہاں آیا اب تک کے ہر ایک کا منہ کہتا ہوں کہاں آیا

بلکہ مدینہ سے بچھڑ کر جینا اور جی لینے کا تصوّر ہی اس کے لئے جان لیوا تھا کیونکہ......

طیبہ سے ہم آتے ہیں، کہیے تو جناں [1] والوں کیا دیکھ کے جیتا ہے جو واں سے یہاں آیا

اپنے آقا کا مقدس آستانہ جس کے لئے جائے قرار، جائے پناہ، جائے سکون، جائے امن و امان تھا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ [2] ہی سے اس نے بانگِ [3] دہل یہ کہا کہ......

وہی ربّ ہے جس نے تجھ کو ہمہ [4] تن کرم بنایا ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

اسی دَر سے اس نے سب کچھ پایا۔ پوری کائنات اسی در سے تو پل رہی ہے۔ اسی درِ مقدس کی یاد نے اسے ہر لمحہ بے چین و بے قرار بنا رکھا تھا۔

جان و دل، ہوش و خرد [5] سب تو مدینہ پہنچے تم نہیں چلتے رضاؔ سارا تو سامان گیا

یہاں اس کے لئے سب کچھ تھا۔ کائنات کی سب سے محبوب ترین سب سے بلند درجہ زمین کا وہ حصّہ جہاں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقدس [6] مآب آرامگاہ ہے، اس مقدس حصے نے پوری زمین کو شرف بخشا......

خم ہوگئی پشتِ فلک اس طعنِ زمیں سے سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

---

[1] جنّت کی جمع [2] اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہیں (پ ۵، النساء : ۶۴)

[3] زور کی آواز [4] سب کا سب [5] عقل [6] پاکیزہ

یہاں پر وہ مچل مچل کر رویا۔ یہاں سے وطن واپس جانے کا خیال تک اس کے لئے ناقابلِ برداشت تھا......

یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس　　ستم گر الٹی چھری سے ہمیں حلال کیا

اور یہ کہ......

ہوگیا دھک سے کلیجا میرا　　ہائے رُخصت کی سنانے والے

یہیں پر اسے پڑا رہنا تھا۔ چاہے اپاہج بن کر یہاں پر پڑا رہنا پڑے۔ یہ ناتوانی بھی محبوب و مقبول ہے۔ یہ ناتوانی کاش سبب بن جائے دائمی طور پر یہاں ٹھہر جانے کا۔ اسی لئے تو کہا تھا کہ......

اسی در پر تڑپتے ہیں، مچلتے ہیں، بلکتے ہیں　　اٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے

اپنے آقا کا دیار[1] اسے اتنا محبوب تھا کہ اس مقدس سرزمین کی عظمت و رفعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ پکار اٹھا کہ......

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کر چلنا　　ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

اپنے آقا کے مقدس شہر کی گلیوں کا اپنے آپ کو گدا کہنے کے ساتھ ساتھ شاہانِ دُنیا کو بھی اس درِ مقدس کا منگتا قرار دیتے ہوئے وہ گنگنا اٹھا کہ......

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں　　مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

مدینۂ منوّرہ کا ذرّہ ذرّہ اس کے لئے جاں افزا اور روح پرور تھا۔ یہاں کی ہر شے اس کے لئے محبوب، محترم، معظّم، مخدوم اور قربان ہونے کے لائق تھی۔ ارے! وہ تو اپنے آقا کے مقدس بلد[2] کے سگانِ در کی خدمت میں اپنے دل کا ٹکڑا بطور تحفہ پیش کرنے کے لئے ہمیشہ آرزومند رہا اور یہاں تک کہا......

پارۂ[3] دل بھی نہ نکلا تم سے تحفے میں رضا　　ان سگانِ کو[4] سے اتنی جان پیاری واہ واہ

بلکہ وہ دل کے ٹکڑے سگانِ درِ محبوب کی نذر لاتے ہوئے یہاں تک کہتا کہ......

دل کے ٹکڑے نذرِ حاضر لائے ہیں　　اے سگانِ کوچۂ دلدار ہم

اور ایک مقام پر تو یہاں تک اظہارِ محبت کرتے ہوئے کہا کہ......

رضا کسی سگِ طیبہ کے قدم بھی چومے　　تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

---

[1] علاقہ [2] شہر [3] دل کا ٹکڑا [4] کتے

وہ عشق کی اعلیٰ وارفع منزل پر پہنچ چکا تھا۔ اس منزل پر پہنچنے کے بعد ہر عاشق کی یہی تمنا ہوتی ہے کہ......

خدا یوں ہی کرے پھر تو ہمیشہ زندگانی ہے نصیب دوستاں گران کے در پر موت آنی ہے

یقیناً یہاں پر مرنے والے کیلئے حیاتِ ۱ جاودانی اور دخولِ جنت دائمی ہے اور یہ سعادت حاصل کرنے کے لئے طیبہ میں مرجانے کا جذبہ اور ولولہ اس انداز سے بیان کیا کہ......

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے آؤ آنکھیں بند سیدھی سڑک یہ شہرِ شفاعت نگر کی ہے

اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں عشق کے مہکتے پھول کھلاتے رہنا ہی اس کے قلب کو سکون تھا۔ یادِ محبوب میں وہ اتنا بے چین و بے قرار تھا کہ اس کی حیات اسی پر منحصر تھی......

جان ہے عشقِ مصطفیٰ روز فزوں ۲ کرے خدا جس کو ہو دَرد کا مزا، نازِ دوا اٹھائے کیوں

ہجر کی آگ میں اس کا دل جل کر کباب ہو چکا تھا۔ اسی لئے تو کہا تھا کہ......

جلی جلی بو سے اس کی پیدا ہے سوزشِ عشق ۳ چشم والا
کبابِ آہو ۴ میں بھی نہ پایا مزہ جو دِل کے کباب میں ہے

نعت گوئی کی راہ میں اس نے مداحِ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقشِ قدم پر چلنا اختیار کیا ہے۔ اسی نقشِ قدم پر چلتے چلتے اس نے 'حسان الہند' کا لقب پایا۔ قرآن سے اس نے نعت گوئی کا مزاج پایا اور یہ کہا کہ......

تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی اے رضا خود صاحبِ قرآں ہے مداحِ حضور

اسرار ۵ و رموزِ ۶ حروفِ مقطعات ۷ کی عقدہ ۸ کشائی کرتے ہوئے عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جام چھلکاتے ہوئے کہا کہ......

کٓھٰیٰعٓصٓ ان کا ہے چہرہ نور کا ک گیسو ۹، ہ دھن ۱۰، ی ابرو آنکھیں ع ص

---

۱ ہمیشہ کی زندگی ۲ زیادہ ۳ عشق کی سوزش ۴ سیخ پر چڑھا کر کوئلوں پر ہرن کا بھنا ہوا قیمہ یا گوشت ۵ پوشیدہ باتیں ۶ اشارے ۷ وہ حروف جو قرآن پاک کی بعض سورتوں کے شروع میں آتے ہیں مثلاً: الم، حم ۸ مشکل آسان کرتے ہوئے ۹ سر کے لمبے بال ۱۰ منہ

آیاتِ قرآنی میں بیان شدہ وہ مثالیں جو بظاہر سمجھ میں نہیں آتی تھی اس کی تفہیمِ صحیح دیتے ہوئے کہا کہ......

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحی تیرے چہرۂ نور فزا کی قسم [1]
قسمِ شب [2] تار میں راز یہ تھا حبیب کی زلفِ [3] دو تا کی قسم

اور ایک جگہ تو اتنی بہترین تشریح فرمائی کہ......

شمع دل، مشکوٰۃ [4] تن، سینہ زجاجہ [5] نور کا تیری صورت کیلئے آیا ہے، سورہ نور کا

حدیثِ قدسی لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ [6] کی ترجمانی میں اس کا نفیس انداز تو دیکھو کہ......

وہ جو نہ تھے، تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہوں
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

جیسے ایمان افروز الفاظ اس کے قلم کی نوک سے نکل کر زمینِ قرطاس [7] پر ریحانِ [8] بہشت کا سماں باندھ رہے ہیں۔ اَنَا مِنْ نُورِ اللّٰہِ وَ کُلٌّ مِنْ نُورِی [9] کا مفہوم صحیح بیان کرتے ہوئے وہ چہچہا اٹھا کہ 'وہی نورِ حق، وہی ظلِ رب......انہیں سے سب، ہے انہیں کا سب' قَدْ جَاءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ [10] میں اسے اپنے آقا کی عظمت کا نورِ مبین ہی نظر آیا اور 'تو ہے عین نور، تیرا سب گھرانا نور کا' جیسا نورانی قصیدہ مرقوم [11] فرما کر نورِ ایمان کو ضیاء [12] بخشی۔ نورِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلووں سے وہ چمک اٹھا، نورِ مصطفیٰ کے جلووں میں وہ ایسا گم ہوگیا کہ 'جس کو ان کے مکاں کا پتہ مل گیا......بے نشاں، بے نشاں، بے نشاں ہوگیا' کیونکہ وہ یہی چاہتا تھا۔ اپنے ربّ سے یہی مانگتا تھا کہ......

ایسا گمادے ان کی ولا [13] میں خدا ہمیں ڈھونڈھا کریں پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

لیکن بے نشان ہونے کے باوجود اس کا نشان مٹا نہیں کیونکہ 'بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں......مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا' اور اس کا نام ایسا بلند ہوا کہ اس کا نام معیارِ اہلسنّت بن گیا۔ حق و باطل کے درمیان اس کا نام 'فارق' کی حیثیت حاصل کر گیا، اس کا نام سنتے ہی صفتِ باطل میں ماتم چھا جاتا ہے۔ دشمنانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا نام سنتے ہی تھر تھر کانپنے لگتے ہیں۔ اس کے قلم میں 'جلالِ فاروقی' اور 'شجاعتِ حیدری' کی جھلک نظر آتی ہے اور وہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخوں کو اپنے قلم

---

[1] حلف [2] اندھیری رات [3] بالوں کا گچھا جو کان کے پاس کنپٹی پر لٹکتا ہے [4] فانوس، چراغ دان [5] نور کے شیشے کا ٹکڑا [6] اگر اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ فرماتا [7] کاغذ [8] جنت کا ایک خوشبودار پودا [9] میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور سب کچھ میرے نور سے ہے [10] بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا (پ ٦، المائدۃ: ١٥) [11] لکھا ہوا [12] روشنی [13] محبت

کی برق اندازی [1] سے آگاہ کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ......

کلکِ [2] رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار [3]   اعداء [4] سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کدورت اور بغض رکھنے والے شاتم [5] اور شریر گروہ کے قلعے یہ کہہ کر اس نے منہدم [6] کر دیئے کہ

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

باطل فرقوں کے قلعے گرانے میں وہ ایسا شجاع تھا کہ اس کے قلم کی ہیبت سیف اللہ [7] کی طرح باطل کے دلوں پر چھائی ہوئی تھی۔ اس کے قلم کی زد میں جو بھی دشمنِ خدا و دشمنِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آتا، اس کی حالت یہ ہوتی تھی کہ......

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی [8] کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

رضا کے نیزے کی مار کا زخم کبھی بھرا ہے نہ کبھی بھریگا...... کیونکہ اس نے اپنے ذاتی دشمنوں پر کبھی بھی وار نہیں کیا، بلکہ اپنے ذاتی دشمنوں کو اس نے دعائیں دیں اور ان کی ہدایت کیلئے بارگاہِ خداوندی میں سربسجود ہو کر التجائیں کیں اور یہاں تک کہا کہ......

حسد سے ان کے سینے پاک کرے   کہ بدتر دق [9] سے بھی یہ سل [10] ہے یا غوث

کردو عدو کو تباہ حاسدوں کو رو براہ [11]   اہلِ [12] ولا کا بھلا تم پہ کروڑوں دُرود

البتہ! دشمنِ رسول کو کبھی نہیں بخشا۔ نہ اس کی کوئی رعایت کی۔ اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَ الْبُغْضُ فِی اللّٰهِ [13] کی زندہ نظیر بن کر بارگاہِ رسالت کے گستاخوں پر وہ قہرِ جبار کی بجلی کی مانند ٹوٹ پڑا...... اور یہاں تک کہا کہ......

ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں   چھیڑنا شیطاں کی عادت کیجئے

حق اور باطل کی قلمی جنگ میں اس نے باطلوں کو دلیری سے للکارا......

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب   اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

---

[1] تیز وضع [2] قلم [3] بجلی برسانے والا [4] دشمن [5] برا بھلا کہنے والا، گالی دینے والا [6] برباد [7] اللہ کی تلوار [8] استغاثہ یا دعویٰ کرنا [9] ایک بیماری جو پھیپھڑوں کے خراب ہونے سے لگ جاتی ہے [10] ایک بیماری جس سے پھیپھڑوں میں زخم ہو جاتے ہیں اور منہ سے خون آنے لگتا ہے [11] سیدھی راہ کی سمت [12] اہل محبت [13] اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے دشمنی کرنا

باطل طاقتوں کا وہ تن تنہا مدِ مقابل تھا۔ وہ صرف ایک تھا...... مخالفین کی تعداد کثیر تھی...... اعدائے دین حاسدین اور نفس پرور عناصر اس کے مقابلے میں متحد تھے لیکن وہ یہ کہہ کر......

اِک طرف اعدائے دیں ایک طرف حاسدیں　　　بندہ ہے تنہا شہا، تم پہ کروڑوں دُرود

اپنے آقا کی بارگاہ میں استغاثہ[۱] کرتا تھا اور اپنے آقا و مولیٰ دُرودِ پاک کی اعانت[۲] پر اتنا مشتاق تھا کہ زبانِ حال سے یہ کہتا تھا کہ...... "پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا"۔

دنیاداروں نے اس کے خلاف یک منظم محاذ تشکیل دیا تھا اور اس کو نیست و نابود کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے لیکن اسے اپنے آقا و مولیٰ کی پشت پناہی اور دستگیری پر کامل یقین و اعتماد تھا جس کا اِظہار کرتے ہوئے ہی اس نے کہا کہ......

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا　　　بول بالے[۳] مری سرکاروں کے

مخالفین کو اہلِ دول و ثروت کا تعاون حاصل تھا۔ حکومت کی پشت پناہی میسر تھی، سیاسی جماعتوں کی حمایت شاملِ حال تھی اس کے باوجود اس کا بال بیکا تک نہ ہوا۔ وہ ان اہلِ دول و ثروت و صاحبِ اقتدار لوگوں کے سامنے کبھی نہیں جھکا، نہ ان کی مدح و ثنا کی بلکہ

کروں مدح اہلِ دول رضا پڑے اس میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ[۴] ناں[۵] نہیں

کہہ کر دنیا کو جتا دیا کہ......

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج
جس کی خاطر مر گئے منعم[۶] رگڑ کر ایڑیاں

اس کی قوت طاقت حمایت نصرت کا مدار اپنے آقا و مولیٰ کے فضل و کرم پر تھا اور اس وجہ سے بہت ہی قوی تھا۔ کیونکہ اس نے اپنے آقا و مولیٰ سے اتنا زیادہ پایا تھا کہ اپنے آقا کی عطا کے مقابلے میں وہ دنیا کے داتاؤں کو ہیچ[۷] سمجھتا تھا اور اسی لئے اس نے علی الاعلان للکارتے ہوئے کہا کہ......

کون دیتا ہے دینے کو مُنہ چاہئے　　　دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

---

۱ فریاد ۲ مدد، سہارا ۳ اونچے ۴ دولت اور حکومت ۵ روٹی ۶ مالدار ۷ ناکارہ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ ۱ اور نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ۲ کے طفیل میں اس نے ہمیشہ فتحِ مبین حاصل کی۔
فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ ۳ کے زمرے ۴ میں ہوتے ہوئے غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیْرَۃً ۵ کی تصدیق کرتے ہوئے مِنَ اللّٰہِ
مَنْصُوْرٌ ۶ ہوکر جَآءَ الْحَقُّ ۷ کی شانِ بشارت سے وَزَھَقَ الْبَاطِلُ ۸ سے باطلوں کی بڑی بڑی جماعتوں پر
غالب ہوتا رہا۔ فَقِیْہٌ وَاحِدٌ کی جلالتِ شان کے ساتھ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ کے معاملے میں وہ مِنْ اَلْفِ
عَابِدٍ ۹ یعنی کہ ہزار عابدوں کی بجائے لاکھوں عابدوں سے بھی شیطان پر بھاری تھا۔ شیاطینِ زمانہ کیلئے وہ اکیلا ہی کافی تھا
کیونکہ وہ یُبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ کے تحت دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ اس نے مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا اَمْرَ دِیْنِھَا ۱۰ کی خبر کو
ثابت کردیا۔ ادیانِ ۱۱ باطل کے عقائد و نظریات کی اس نے دھجیاں اڑا دیں۔ گمراہیت و بے دینی کی آندھی کے سامنے وہ ڈٹ کر
جما رہا۔ اس کے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی تزلزل ۱۲ نہیں آیا۔ ملت کی ناؤ ۱۳ کو منجدھار ۱۴ سے نکال کر طوفانی موجوں
اور مخالف ہواؤں کے تھپیڑوں سے بچا بچا کر سلامتی کے ساتھ کنارے تک لایا۔

---

۱ جب اللہ تعالیٰ کی مدد آئے (پ ۳۰، النصر: ۱) ۲ اللہ کی مدد اور جلد آنے والی نصرت (پ ۲۸، الصف: ۱۳) ۳ کم جماعت (پ ۲، البقرہ: ۲۴۹)
۴ گروہ ۵ غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر (پ ۲، البقرہ: ۲۴۹) ۶ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کیا ہوا ۷ اور فرماؤ کہ حق آیا (پ ۱۵، بنی
اسرائیل: ۸۱) ۸ اور باطل مٹ گیا (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۸۱) ۹ ایک فقیہ عالم شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری ۱۰ بھیجا جائے گا اس اُمت
کے لئے جو ان کے دینی معاملوں کی تجدید کرے گا ۱۱ مذہب ۱۲ لرزش، جنبش ۱۳ کشتی ۱۴ دریا کے بیچ کی دھار

مگر ! آہ !!!

ملتِ اسلامیہ کا وہ عظیم محسن حوادثِ زمانہ کا شکار بنادیا گیا۔ اس کی عظیم دینی اور بے مثال تصنیفی خدمات کو ایک منظم سازش کے تحت گمنامی کے پردے میں پوشیدہ کردینے کی کوشش کی گئی۔ اس پر طرہ [۱] یہ کہ اس کی عظیم خدمات کو دادِ تحسین [۲] دینے کی بجائے اس پر غلط سلط الزامات تھوپے گئے۔ بے بنیاد الزامات کے ذریعہ بدنام کرنے کی تحریک میں کوئی کسر باقی نہ رکھی گئی۔ افواہ اور جھوٹے پروپیگنڈے [۳] کی راہ اختیار کرکے اس کی شخصیت کو مجروح [۴] کرنے کی سعیِ ناکام [۵] کی گئی۔ پریس اور دیگر وسائل کے ذریعہ غلط الزامات کی اتنی تشہیر کی گئی کہ حقیقت سے ناآشنا [۶] عوام تو عوام بلکہ پڑھا لکھا طبقہ بھی اس کا شکار ہوگیا اور غلط آراء و نظریات میں مبتلا ہوگیا۔ یہ سب اس لئے کیا گیا کہ امام احمد رضا محدثِ بریلوی نے اصولی اور فروعی مسائل [۷] میں ہر فرقۂ باطل کا تعاقب کرتے ہوئے ان کی تردید [۸] میں جو تصنیفی کارنامہ انجام دیا ہے وہ قرآن، حدیث اور کتبِ معتمدہ [۹] ومعتبرہ کے دلائل کی روشنی میں اتنا اعلیٰ معیار کا ہے کہ جس کا جواب دینے سے آج تک تمام فرقہ ہائے باطلہ کے علماء و مصنفین عاجز اور قاصر ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کی معرکۃ الآراء [۱۰] تصانیف کا جواب نہ لکھ سکنے کی اپنی کمزوری کو ڈھانپنے کی غرض سے ایک آسان راہ یہ اختیار کی گئی کہ امام احمد رضا بریلوی کی تصانیف کو فراموش کروادیا جائے اور ان کی شخصیت پر حملے کئے جائیں کیونکہ یہ بات شواہد سے ثابت ہے کہ جس کسی شخص کی ذات مجروح کردی جاتی ہے تو اس کی کتابیں بھی خود بخود مجروح اور ناقابلِ مطالعہ ہوجائیں گی۔ کیونکہ جب مصنف کے متعلق یہ بات عام کردی جائے کہ وہ ایک تنگ نظر، جنگ جو، شدت پسند، مشتعل، متعصب [۱۱]، بدعات [۱۲] ومنہیات [۱۳] کا موجد [۱۴]، متکبر، ترش رو، تفریق بین المسلمین [۱۵] کا علمبردار، فتنہ پرور، تکفیر مسلمین [۱۶] میں بیباک، علم وادب سے ناآشنا وغیرہ تو اس کا اثر یہ پڑتا ہے کہ اس کی تصانیف سے التفات [۱۷] نہیں کیا جاتا بلکہ اجتناب [۱۸] کیا جاتا ہے اور جب اس کی تصانیف سے بھی پرہیز کیا جائے گا تو پھر ان تصانیف میں بکھرے ہوئے ایمانی، علمی، ادبی، فنی اور روحانی جواہرات سے کیونکر آگاہی [۱۹] ہوگی اور عقائد و اعمال کی اصلاح کیونکر ہوگی۔

---

۱ انوکھا، عجیب ۲ تعریف کرنا ۳ مشہوری ۴ زخمی ۵ ناکام کوشش ۶ جس سے جان پہچان نہ ہو ۷ مذہبی اصطلاح میں وہ مسائل جو عمل سے متعلق ہوں ۸ جواب دینا ۹ بھروسا کیا گیا ۱۰ زبردست ۱۱ تعصب کرنے والے ۱۲ مذہب میں کوئی نئی بات یا نئی رسم نکلنا ۱۳ وہ افعال جن کا کرنا منع ہے ۱۴ ایجاد کرنے والا ۱۵ مسلمانوں کے درمیان فرق کرنا ۱۶ مسلمان کو کافر قرار دینا ۱۷ متوجہ ہونا ۱۸ پرہیز کرنا ۱۹ علم

لمحۂ فکریہ

یہ امر بھی غور طلب ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی کی شخصیت کو مجروح کرنے کیلئے اتنا تشدد کیوں برتا جاتا ہے۔ مختلف سمتوں سے یک بارگی ۱ حملے کیوں کئے جاتے ہیں؟ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جن فرقوں میں آپس میں اتنے شدید بنیادی اختلافات ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے وجود کو بھی گوارا نہیں کرسکتے، لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی کے مقابلے میں وہ متحد ہیں، اپنے آپسی اختلافات کو عارضی طور پر فراموش کرکے، بڑے ہی شد و مد ۲ کے ساتھ وہ تمام فرقہ ہائے باطلہ ایک متحدہ محاذ کے تحت امام احمد رضا پر اِلزامات وافترا ئات پر مشتمل کذب ۳ بیانی کا سہارا لیکر حملہ آور ہیں۔ اس سے بڑھ کر حیرت کی بات تو یہ ہے کہ باطل کے اس متحدہ محاذ میں کچھ 'اپنے' بھی شامل ہوگئے حالانکہ وہ 'اپنے کہلانے والے' اصولی عقائد کی صحت کو برقرار رکھتے ہوئے صِرف ذاتی اور نفسیاتی ۴ مفاد کیلئے امام احمد رضا کے مخالف محاذ میں شامل ہوگئے۔ ان لوگوں کی شمولیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ امام احمد رضا نے جہاں عقائد کے معاملے میں باطل فرقوں کا رَد کرنے میں تامل نہیں کیا وہاں آپ نے خلافِ شریعت امور کا اِرتکاب کرنے والوں کا تعاقب کرنے میں بھی کوتاہی نہیں کی بلکہ اپنے اور پرائے کا فرق کئے بغیر ان کے غلط اقوال وافعال کی تردید میں نادرِ زمن ۵ تصانیف پیش کیں۔ ان تصانیف کا مناسب جواب تک دینے سے قاصر ان عناصر نے اپنے دلوں میں جذبۂ انتقام پیدا کیا اور اپنے کہلانے والوں نے بھی امام احمد رضا محدث بریلوی کو بدنام کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔

الحمد للہ...... حدیث کے فرمان کے مطابق ہر صدی میں مجدد تشریف لاتے رہے اور انہوں نے خداداد صلاحیتوں سے اپنے دور کے عظیم فتنوں کا سدِ باب ۶ کیا۔ اگر ہم مجددِ اوّل حضرت عمر بن عبدالعزیز (التوفی ۱۰۱ھ) سے لیکر حضرت شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی (التوفی ۱۲۳۹ھ) تک کے تمام مجددینِ کرام کے حالاتِ زندگی کا جائزہ لیں تو یہ پتہ چلے گا کہ ان تمام نفوسِ قدسیہ نے تجدید واحیائے دین کی خدمت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ حق گوئی کا فریضہ بخوبی انجام دیکر ملتِ اسلامیہ سے ایک بات یہ بھی واضح ہوگئی کہ انہوں نے کٹھن سے کٹھن امتحانات دیئے۔ دین کے خلاف اٹھنے والے فتنے کے مقابلہ کرنے میں بادشاہِ وقت سے بھی بھڑ ۷ گئے۔ مشقتیں اٹھائیں، ظلم وستم برداشت کئے، اپنی جان تک کی بازی لگادی، ہر دَور میں کوئی نہ کوئی فتنہ اٹھا۔ کبھی قرآن کے مخلوق ہونے کا عقیدہ فتنۂ عظیم کی حیثیت سے ابھرا، کبھی دہریہ ۸ فتنہ، کبھی خارجی ۹ فتنہ، کبھی معتزلہ ۱۰ فتنہ، یہاں تک کہ مغل بادشاہ اکبر کے دور میں 'دینِ الٰہی' ۱۱ کا فتنہ ایک طوفان کی طرح اٹھا۔ لیکن ہر فتنہ کی گمراہی سے ملت کے ایمان کا دفاع کرنے کی ضرورت کے پیشِ نظر ہر دور میں دین وملت کے حامی 'مجدد' کی حیثیت سے تشریف لاتے رہے اور خدمتِ دین واحیاءِ دین کا فریضہ بخوبی انجام دیتے رہے۔

---

۱ اچانک ۲ زور وشور ۳ جھوٹ بولنا ۴ فائدہ ۵ نایاب زمانہ ۶ قطعاً روک دینا ۷ مقابلہ پر آجانا ۸ خدا کو نہ ماننے والا ۹ مسلمانوں کا وہ فرقہ جو جنگ صفین کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس وجہ سے مخالف ہوگیا تھا کہ انہوں نے امیر معاویہ سے لڑنے کے بجائے ثالثی قبول کرلی تھی ۱۰ مسلمانوں کا ایک فرقہ جو معقول پسند کہلاتا ہے ان کے نزدیک قرآن مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ توحید عقل معلوم ہوسکتی ہے ۱۱ اللہ کا دین

لیکن !

امام احمد رضا محدث بریلوی (المتوفی ۱۳۴۰ھ) کے حالاتِ زندگی کا اگر ہم جائزہ لیں تو حیرت انگیز تفصیلات معلوم ہوں گی۔ امام احمد رضا سے قبل جتنے بھی مجدد ہوئے ان میں اور امام احمد رضا میں ایک نمایاں فرق نظر آئے گا کہ ماضی کے مجددِ دین کے زمانے میں ایک، دو یا زیادہ چار پانچ فتنے تھے۔ ان تمام فتنوں کا ان حضرات نے احسن [۱] طریقے سے تدارک [۲] فرمایا، لیکن امام احمد رضا کے دور میں جو فتنے تھے ان کی ایک طویل فہرست مرتب کرنا ہوگی، علاوہ ازیں ایک اور بھی وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی کے دور میں جو فتنے اٹھے تھے ان فتنوں کو در پردہ [۳] ایسی طاقتوں کی پشت پناہی حاصل تھی کہ بظاہر ان کا مقابلہ کرنا ایک مشکل ترمرحلہ تھا۔ لیکن قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ [۴] کے صدقے اور طفیل میں حق کو فتح و نصرت اور باطل کو شکست و ذلت حاصل ہوئی۔ امام احمد رضا پر آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فضل و کرم تھا اور اسی وجہ سے وہ ہر محاذ پر کامیاب اور فتح مند ہوئے۔ امام احمد رضا کا بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مندرجہ ذیل استغاثہ قابلِ غور ہے۔

اِک طرف اعدائے دیں، ایک طرف حاسدیں
بندہ ہے تنہا شہا، تم پہ کروڑوں دُرود

کیوں کہوں بیکس ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو، میں تم پر فدا، تم پہ کروڑوں دُرود

---

[۱] بہت اچھا [۲] بندوبست [۳] پوشیدہ طور پر [۴] آپ فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۸۱)

خیر! الختصر! امام احمد رضا کے دور میں جو جو فتنے شباب پر تھے ان کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:۔

(1) فتنۂ غیر مقلدین (2) فتنۂ نیچریت (3) فتنۂ نجدیت و وہابیت (4) فتنۂ فرقۂ اہلِ قرآن (5) فتنۂ قادیانیت
(6) فتنۂ دارالندوہ (7) فتنۂ فلسفۂ قدیمہ (8) فتنۂ وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ (9) فتنۂ انکارِ شفاعت (10) فتنۂ روافض
(11) فتنۂ معتزلہ (12) فتنۂ فلسفۂ جدیدہ (13) فتنۂ انکارِ سماعِ موتیٰ (14) فتنۂ خلافتِ عثمانی (15) فتنۂ انکارِ ختمِ نبوت
(16) فتنۂ خاکساری فرقہ (17) فتنۂ ترکِ قربانی گائے (18) فتنۂ جوازِ سجدہ تعظیمی (19) فتنۂ عدمِ جوازِ میلاد و قیامِ تعظیمی
(20) فتنۂ انکارِ معراجِ جسمانی (21) فتنۂ ترکِ موالات (22) فتنۂ آریہ (شدھی کرن) (23) فتنۂ اتحاد عن المشرکین
(24) فتنۂ عدمِ جوازِ تعظیمِ آثارِ مقدسہ (25) فتنۂ عدمِ جوازِ کتابت بر کفن (26) فتنۂ توہینِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(27) فتنۂ حکمِ دارالحرب (28) فتنۂ انکارِ علمِ غیب انبیاء و اولیاء (29) فتنۂ انکارِ حیاتِ انبیاء (30) فتنۂ جوازِ تعزیہ داری
(31) فتنۂ جوازِ سماع مع مزامیر (32) فتنۂ بر اذانِ ثانی (33) فتنۂ انکارِ اذانِ قبر (34) فتنۂ عدمِ جوازِ معانقہ و مصافحہ عید
(35) فتنۂ عدمِ جوازِ تعمیراتِ مزاراتِ اولیاء (36) فتنۂ عدمِ جوازِ تقبیلِ ابہامین (37) فتنۂ انکارِ ایمانِ ابوین کریمین النبی
(38) فتنۂ جوازِ زکوٰۃ برائے ساداتِ کرام (39) فتنۂ عدمِ جوازِ چراغاں بر مزاراتِ صالحین (40) فتنۂ حلتِ اشیاء نشہ آور
(41) فتنۂ حلتِ اکلِ زراع (42) مسئلۂ قرطاس و دراہم (43) فتنۂ مساوات عن النبی (44) فتنۂ حرکتِ زمین
(45) فتنۂ خروجِ نساء برائے زیارتِ قبور (46) فتنۂ امکانِ ظلِّ نبی (47) فتنۂ صلاۃِ جنازۃ الغائب
(48) فتنۂ نکاح مع المرتدین (49) فتنۂ عدمِ جوازِ تعینِ فاتحہ (50) فتنۂ تنقیصِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
(51) فتنۂ عدمِ اعتقادِ اختیاراتِ انبیاء و اولیاء (52) فتنۂ نفاذِ شرک در بابِ نداو استغاثہ (53) فتنۂ نفاذِ شرک فی الاسماء
(54) فتنۂ خلافت کمیٹی (55) فتنۂ تنازعہ در رؤیتِ ہلال (56) فتنۂ فرق بین شریعت و طریقت
(57) فتنۂ اکلِ اشیاء حرام عن الذبیحہ (58) فتنۂ حرمتِ ذبیحہ للاولیاء۔

الغرض مذکورہ بالا فتنوں کے علاوہ سینکڑوں دیگر فتنے بھی عام ہو چکے تھے، بعض کا تعلق اصولِ دین سے تھا اور بعض کا تعلق فروعِ دین سے تھا۔ بعض فتن [1] اہلسنّت وجماعت کے کہلانے والے اَفراد کے اٹھائے ہوئے تھے اور بقیہ اکثر فتن عقائدِ باطلہ ضالہ [2] پر مشتمل فرقوں کی جانب سے اٹھائے گئے تھے جن میں کے اکثر کا تعلق اصلِ دین سے تھا۔ یعنی کہ اس کے ماننے یا نہ ماننے کی وجہ سے ایمان اور کفر کے احکام صادر [3] ہونے کا مدار [4] تھا۔ ہر روز کوئی نہ کوئی فتنہ رونما ہوتا تھا۔ کسی فتنے کا موجد [5] کوئی مولوی ہے، کسی کا بانی کوئی پیرزادہ ہے، کسی کا مؤید [6] کوئی سیاسی لیڈر ہے، کسی کا حامی کوئی اہلِ ثروت ہے، کسی کا ناصر کوئی حاکم ہے، کسی کا ناشر کوئی ادیب ہے، کسی کا معین [7] کوئی صاحبِ اقتدار ہے، کسی کا مونس [8] کوئی صوفی ہے، کسی کا مددگار کوئی سجادہ نشین ہے، کسی کا محرک کوئی سیاسی لیڈر ہے، کسی کا سرپرست کوئی مذہبی رہنما ہے، کسی کا قائد کوئی خادمِ قوم ہے، کسی کا والی کوئی نواب ہے، کسی کا مقوی [9] کوئی ماہرِ فن ہے، کسی کا مخیل [10] کوئی منطقی ہے، کسی کا مہدی [11] کوئی فلسفی ہے، کسی کا کیمیا ساز [12] کوئی سائنسدان ہے، الغرض سماج [13] کے ہر طبقے سے کوئی نہ کوئی بانی فتنہ سامنے تھا۔ ان کے زیرِ اثر لوگ اپنی حسبِ استطاعت اس کی تشہیر کرتے تھے۔ عوام عجیب ذہنی الجھن میں مبتلا تھے۔ ہر طرف اپنے عقائدِ باطلہ ونظریاتِ فاسدہ کی صحت وصداقت ثابت کرنے کیلئے قرآن وحدیث سے غلط استدلال کیا جارہا تھا۔ سلف صالحین کی کتبِ معتمدہ ومعتبرہ کی عبارات کو توڑ مروڑ کر اپنے مفاد کا مفہوم نکالنے کی کوشش کی جارہی تھی۔ حق اور باطل کا فرق کرنا دشوار ہوگیا تھا۔ ماحول اتنا پراگندہ [14] ہوگیا تھا کہ اہلِ فہم وبصیرت [15] رو رو کر بارگاہِ خداوندی میں دست بدعا تھے۔ گڑگڑا کر ملتجی [16] تھے کہ کوئی مردِ مجاہد اٹھ کھڑا ہو اور ان فتنوں کا قلع قمع کرے۔

الحمدللہ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوبِ اعظم واکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمتِ مرحومہ [17] کی رہنمائی کیلئے اپنا ایک بندۂ خاص منتخب فرمایا اور اسے علوم وفنون میں کمال مہارت عطا فرما کر مجدد کے اعلیٰ منصب پر فائز وسرفراز فرمایا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ رحمۃ والرضوان کے دَور میں مذکورہ بالا جو جو فتن رائج تھے اس کا تدارک وتعاقب آپ نے ایسے حسنِ اسلوبی سے فرمایا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ نے اپنی معرکۃ الآراء تصانیف میں علوم وفنون کے جو دریا بہائے ہیں اسکی گہرائی ابھی تک کوئی ناپ نہ سکا۔ یہاں تک کہ تمام فرقۂ باطلہ متحد ومجتمع ہو کر بھی امام احمد رضا کے سامنے علمی جنگ میں ٹھہر نہ سکے۔ انہیں مجبور ہو کر اپنے ہتھیار ڈال دینے پڑے، میدانِ علم کی یلغار سے راہِ فرار اختیار کرنے والے ندامت وانتقام کی آگ میں جل رہے تھے اور تڑپ رہے تھے مگر کیا کریں؟ اور کیا کر سکتے تھے؟ کیونکہ ان کے دلائلِ ضعیفہ نرم لوہے کی تلوار کی مانند کند [18] ہو چکے تھے

---

[1] فسادات [2] بھٹکا ہوا [3] نافذ ہونا [4] انحصار [5] ایجاد کرنے والے [6] تائید کرنے والا [7] مددگار [8] ساتھی [9] قوت دینے والا [10] خیال کرنے والا [11] رہنما [12] کیمیا بنانے والا [13] معاشرہ [14] پریشان [15] دانائی [16] درخواست کرنے والا [17] رحمت کی گئی [18] کاہل

براہینِ [۱] باطلہ کے نیزے ٹوٹ گئے تھے۔ کلکِ [۲] رضا 'ذوالفقارِ حیدری' [۳] کے جوہر دکھا رہا تھا۔ جو بھی اس کی زد میں آتا تھا وہ آناً فاناً گاجر، مولی کی طرح کٹ کر تڑپنے لگتا تھا۔ جیش [۴] جبار کے اس عظیم مجاہد کی تاب نہ لا سکنے والوں نے اب بزدلانہ و منافقانہ راہ اختیار کی اور ایک منظم و مستحکم سازش کے تحت بے بنیاد، غلط، جھوٹے، مصنوعی، اختراعی [۵]، قیاسی، خوابی، اتہاسی [۶] اور الزامی بہتان کے تیروں سے آپ کے دامن کو چھلنی کرنا شروع کیا۔ اپنی تمام جماعتی، تنظیمی، تصنیفی، اجتماعی، اشاعتی، صحافتی، تعلیمی، تدریسی، علمی، عملی، مالی، ملکی، ثروتی، سیاسی، سماجی، قولی، قلمی، فعلی اور جانی توجہات کو اپنی تمام تر قوت، طاقت، صلاحیت، وسائل اور اقتدار کے تعاون کے ساتھ صرف امام احمد رضا کی جانب مرکوز کیا اور غایت [۷] درجہ کوشاں [۸] رہے کہ کسی نہ کسی طرح احمد رضا کو غلط و بے بنیاد پروپیگنڈوں کا شکار بنا کر ان کی علمی اور بین الاقوامی شخصیت کو مجروح کر دیا جائے کیونکہ اس کے علاوہ ان لوگوں کے پاس کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ امام احمد رضا کے علم کا لوہا مسلّم تھا، عرب و عجم کے علماء کے مابین آپ کے علم کا چرچا تھا۔ آپ آسمانِ علم میں درخشاں [۹] آفتاب کی مانند چمک و دمک رہے تھے۔

اب یہاں پر ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صرف امام احمد رضا محدث بریلوی کے خلاف اتنے وسیع پیمانے پر مہم چلانے کی وجہ کیا ہے؟ حالانکہ اگر تاریخی دستاویز [۱۰] کی روشنی میں ہم اس کی تفتیش اور تحقیق کریں گے تو یہ حقیقت منکشف [۱۱] ہوگی کہ امام احمد رضا محدث بریلوی کی پیدائش سے قبل بہت سے علمائے حق نے فرقہ وہابیہ نجدیہ ضالہ [۱۲] کے رد و ابطال [۱۳] میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ لیکن ان تمام محترم و معظم علمائے اسلام سے قطعِ [۱۴] نظر تمام فرقۂ باطلہ اور خصوصاً فرقۂ نجدیہ وہابیہ دیوبندیہ کے مکتب [۱۵] فکر نے صرف امام احمد رضا کو ہی نشانہ کیوں بنایا ہے؟ اس سوال کا صحیح حل حاصل کرنے کیلئے ہمیں تاریخ کے کچھ صفحات کو ٹٹولنا پڑیگا۔

---

[۱] جھوٹی دلیلیں [۲] قلم [۳] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کا نام [۴] اللہ تعالیٰ کا لشکر [۵] نئی بات نکالنا [۶] روایتی [۷] انتہائی [۸] کوشش کرنے والا [۹] چمکتا ہوا [۱۰] کسی معاملے کا تحریری ثبوت [۱۱] ظاہر ہونا [۱۲] گمراہ [۱۳] تردید اور جھوٹ کرنا [۱۴] اس کے سوا [۱۵] کسی خاص خیال یا نظریہ کے لوگوں کا گروہ

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلاف جو غلط الزامات عائد کیے گئے ہیں ان میں سے سرِ فہرست الزامات ہیں، وہ حسبِ ذیل ہیں:۔

☆ مولانا احمد رضا خاں بریلوی ایک تنگ نظر، کم علم، جھگڑالو، اور بات بات میں کُفر کا فتویٰ صادر کردینے کی عادت رکھنے والے شخص تھے۔

☆ مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے علمائے دیوبند کے ساتھ جو اختلافات کیے تھے وہ تمام اختلافات میلاد، قیام، نذرونیاز، عرس، فاتحہ اور خانقاہی اقتدار کی بنیاد پر مشتمل ہیں۔

حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی نے صرف تعظیمِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور توہینِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بنیاد پر علمائے دیوبند سے اختلاف کیا تھا کیونکہ اسی پر ایمان اور کفر کا دارومدار ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان اصولی اختلافات کے علاوہ بہت سے فروعی اختلافات بھی ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تعظیمِ انبیاء و اولیاء کی بنیاد پر صدیوں سے اہلِ اسلام جو جائز اور مستحب کام کرتے چلے آئے ہیں ان تمام افعال کو وہابی دیوبندی مکتبِ فکر نے بدعت، ناجائز، حرام، کفر اور شرک کے فتوے دیئے، اس حقیقت کو ہم تفصیل کے ساتھ پیش کرتے ہیں تاکہ قارئین حضرات اسے بخوبی سمجھ لیں۔

بریلوی ...... دیوبندی اِختلاف

بریلوی، دیوبندی مکتبِ فکر کے مابین اختلافات کی بنیاد کیا میلاد، قیام، نذرونیاز، عرس، فاتحہ، تیجہ، دسواں، چالیسواں وغیرہ ہے؟ کیا انہیں وجوہات کی بنا پر امام احمد رضا محدثِ بریلوی نے علمائے دیوبند سے اختلاف کیا تھا؟ نہیں...... بلکہ اس کی گواہی دیوبندی مکتبہ فکر کے ایک ذِمّہ دار مصنف اور مناظر مولوی منظور نعمانی کی زبانی سنیں۔ مولوی منظور نعمانی کی حیثیت علمائے دیوبند کے صفِ اوّل کے عالم کی ہے اور ان کا شمار علمائے دیوبند کے اکابرین میں ہوتا ہے، ایک اہم حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے جناب نعمانی صاحب رقمطراز ہیں کہ: 'شاید بہت سے لوگ ناواقفی سے یہ سمجھتے ہیں کہ میلاد، قیام، عرس، قوالی، فاتحہ، تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، برسی وغیرہ رسوم کے جائز و ناجائز اور بدعت وغیر بدعت ہونے کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں جو نظریاتی[1] اختلاف ہیں، یہی دراصل دیوبندی اور بریلوی اختلاف ہیں مگر یہ سمجھ صحیح نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کے درمیان ان مسائل میں یہ اختلاف تو اس وقت سے ہے جب کہ دیوبند کا مدرسہ قائم نہ ہوا تھا اور نہ مولوی احمد رضا خاں صاحب پیدا ہوئے تھے، اسلئے ان مسائل کو دیوبندی، بریلوی اختلاف نہیں کہا جاسکتا۔ علاوہ ازیں ان مسائل کی حیثیت فریق کے نزدیک بھی ایسی نہیں کہ ان کے ماننے، نہ ماننے کی وجہ سے کسی کو کافر یا اہلسنّت سے خارج کیا جاسکے۔'

'فیصلہ کن مناظرہ' مصنف مولوی منظور نعمانی ناشر: کتب خانہ الفرقان، کچہری روڈ لکھنؤ صفحہ: ۵،۶

---

[1] فکری

مذکورہ بالا عبارت سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ میلاد، فاتحہ، قیام، عرس وغیرہ کی بنیاد پر دیوبندی، بریلوی اختلافات کو قیاس نہیں کہا جا سکتا۔ تو اب سوال یہ اٹھا ہے کہ اختلاف کی بنیاد کیا ہے؟ اور ان بنیادی اختلافات کی ابتدا کب ہوئی؟ اور کس نے کی؟ آیئے تاریخ کے حقائق و شواہد کی روشنی سے اس سوال کا جواب ڈھونڈیں لیکن اس میں ہم ایک پابندی یہ کریں گے کہ حوالہ صرف مکتبۂ فکر دیوبندی کی کتاب سے اخذ کریں گے تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہمارے مخالفین نے ہمیں بدنام کرنے کیلئے لکھ مارا ہے۔

تاریخ کے صفحات الٹنے سے پتہ چلے گا کہ فرقۂ نجدیہ وہابیہ کی بنیاد محمد بن عبدالوہاب نجدی نے رکھی اور ایک کتاب عربی زبان میں بنام 'التوحید' تصنیف کی، اس کتاب میں اس نے انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کی شان میں جی بھر کے گستاخیاں کیں۔ اس کتاب کا اُردو ترجمہ 'تقویت الایمان' کے نام سے مولوی اسماعیل دہلوی نے برطانوی حکومت کے ایماء واشارے و نیز مالی تعاون سے کیا اس کتاب کو پورے ہندوستان میں پھیلایا گیا۔ اس کتاب میں جو مضامین تھے وہ اتنے گستاخانہ تھے کہ پورے ہندوستان میں اس کی وجہ سے اختلافات شروع ہوگئے۔

ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیں:۔

'خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے تقویت الایمان اوّل عربی میں لکھی تھی چنانچہ اس کا ایک نسخہ مولوی نصراللہ خاں خورجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا۔ اس کے بعد مولانا نے اسے اُردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سے سید صاحب، مولوی فرید الدین مرادآبادی، مومن خاں، عبداللہ خاں علوی بھی تھے اور ان کے سامنے تقویت الایمان پیش کی گئی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہوگیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرکِ خفی [۱] تھے شرکِ جلی [۲] لکھ دیا گیا ہے، ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش [۳] ضرور ہوگی۔ اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو آٹھ دس برس میں بتدریج [۴] بیان کرتا لیکن اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی کے بعد عزمِ جہاد ہے، اس لئے اس کام سے معذور ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو اٹھائے گا نہیں اس لئے کہ میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے، گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کے خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ میرا خیال ہے اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جاوے، ورنہ اسے چاک کر دیا جاوے۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اشاعت تو ضرور ہونی چاہئے مگر فلاں فلاں مقام پر ترمیم [۵] ہونی چاہئے۔ اس پر مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب اور عبداللہ خاں و مومن خاں نے مخالفت کی اور کہا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں۔ اس پر آپس میں گفتگو ہوئی اور گفتگو کے بعد بالاتفاق یہ طے پایا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں ہے اور اسی طرح شائع ہونی چاہئے چنانچہ اسی طرح اس کی اشاعت ہوگئی۔'

'ارواحِ ثلٰثہ' مرتب: مولوی ظہور الحسن کسولوی ناشر: کتب خانہ امداد الغرباء، سہارنپور (یو۔پی)

باب ۶، حکایت ۵۹، صفحہ: ۸۰

---

۱ پوشیدہ شرک ۲ ظاہر و تصریح شرک جیسے بت پرستی ۳ فتنہ فساد ۴ آہستہ آہستہ ۵ درستی

'ارواحِ ثلاثہ' کی مندرجہ بالا عبارت کو ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ توجہ اور غور وفکر کے ساتھ ملاحظہ فرمایئے خصوصاً وہ جملہ کہ 'ان امور کو جو شرکِ خفی تھے شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے' جس کا مطلب صاف ہے کہ اس کتاب میں حد سے زیادہ تشدد اور زیادتی کی گئی ہے کیونکہ جو امور شرکِ خفی ہیں وہ یقیناً مذموم [1] مغضوب [2] معتوب [3] اور ناپسندیدہ ضرور ہیں لیکن اس کے ارتکاب سے مرتکب [4] دائرہ اسلام سے خارج اور زمرۂ [5] مشرکین میں شامل نہیں ہو جاتا، مثلاً حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اَلرِّیَاءُ شِرْکٌ خَفِیٌّ یعنی ریاکاری پوشیدہ شرک ہے۔ 'ریاکاری' یعنی کہ دِکھاوے کیلئے عبادت کرنی یا خود کا شمار متقی، پرہیزگار اور عبادت گزار میں ہو اس نیت سے دکھاوے کیلئے لوگوں کے سامنے عبادت کرنا، اعمالِ صالحہ کرنا یا اس کا ذِکر کرنا، احادیث میں ریاکاری کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ سخت سے سخت وعیدیں اس کے تعلق سے بیان کی گئی ہیں، یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ ریاکار شخص کی عبادت مقبول نہیں بلکہ مردود ہوتی ہے۔ ایسا شخص ثواب کی بجائے عذاب کا مستحق ہوتا ہے، نیکی کے بدلے گناہ پاتا ہے، لیکن ایسا شخص اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور نہ ہی اس پر شرک کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ البتہ وہ شخص اپنی ریاکاری کی وجہ سے گنہگار ضرور ہے۔ لیکن اس پر شرک کا فتویٰ صادر نہیں کیا جائے گا، افسوس کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے ایسے مرتکب کو شرکِ جلی کا مجرم قرار دیکر شرک کے فتوؤں کی 'مشین گن' چلا دی۔

ایک اور امر بھی غور طلب اور لائقِ توجہ ہے کہ کتاب کے مصنف کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ میں نے اس کتاب میں تشدد برتا ہے اور اپنے اس تشدد کے نتائج کا اندیشہ و خطرہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ 'اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی' صرف شورش ہوگی نہیں کہا بلکہ 'ضرور' لفظ کے اضافے سے یقین کے درجے میں بات کہی جا رہی ہے کہ اس کتاب کی اشاعت مسلمانوں کے مابین شورش کا باعث بنے گی۔ لیکن مصنف کی شقاوتِ قلبی [6] کا کیا کہنا کہ اس شورش کو جو کہ مسلمانوں کے درمیان پھیلنے والی تھی اس کو کتنے ہلکے پھلکے انداز میں نظر انداز کرتے ہوئے کہا کہ 'مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے'۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بقول مصنف لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جانے والے لوگ کون تھے؟ کیا تقویۃ الایمان کتاب کی اشاعت سے ہندو مسلم فسادات ہونے والے تھے؟ یا سکھ مسلم یا سکھ ہندو کے درمیان قومی [7] تناؤ اور جنگ ہونے والی تھی؟ نہیں...... کیونکہ اس کتاب کی اشاعت سے دیگر مذاہب کے لوگوں کو کوئی سروکار [8] نہ تھا، ہاں! اگر نسبت تھی تو صرف مسلم قوم کو تھی، کیونکہ یہ کتاب قرآن اور حدیث کے حوالوں سے لکھی گئی تھی۔ قرآن و حدیث سے غلط استدلال [9] کر کے ان امور پہ کاری [10] ضرب لگائی گئی تھی جو صدیوں سے ملتِ اسلامیہ میں ایمانی اور اسلامی افعال کی حیثیت سے رائج تھے۔ اس کتاب میں انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کی شان میں

---

[1] برا [2] غضب کیا گیا [3] وہ جس پر عتاب کیا جائے [4] کسی فعل کا کرنے والا [5] گروہ [6] پتھر دلی [7] کھنچاؤ [8] تعلق نہ ہو [9] دلیل لانا
[10] بھاری

جو گستاخانہ جملے لکھے گئے تھے وہ نہ صرف کسی بھی مومن کے لئے ناقابلِ برداشت تھے، بلکہ انبیاء واولیاء سے محبت کا اِظہار کرنے والے جائز اور مستحب کاموں کے کرنے والے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں اہلِ ایمان کو یک لخت مشرک قرار دیکر ایک عظیم فتنہ برپا کیا گیا تھا لہٰذا قومِ مسلم کی اکثریت نے اس کتاب کی مخالفت کی اور ہر جگہ اس کتاب کی وجہ سے فتنہ وفساد شروع ہوگئے۔ گھر گھر میں خانہ جنگی، محلوں میں تناؤ، مسجدوں میں مار پیٹ، مدرسوں میں لڑائی، برادری میں تنازعہ، دوستوں میں تضادِ رائے، بھائی بھائی میں نظریاتی اختلافات، باپ بیٹے میں عقائدی تصادم وغیرہ یہ سب کچھ صرف مولوی اسماعیل دہلوی کی رسوائے زمانہ کتاب 'تقویۃ الایمان' کی بدولت ہوا، اس وقت سے لیکر آج تک قومِ مسلم، مذہب کے نام پر آپسی جنگ میں ایسی منہمک ہے کہ وہ اپنی ترقی کی جانب نظرِ التفات کرنا بھی بھول گئی اور ایک عظیم فتنہ جو قیامت تک کے لئے ملتِ اسلامیہ کے اتحاد کو ناسور [1] کی حیثیت سے ملیامیٹ کر رہا ہے وہ صرف اس کتاب کی وجہ سے ہوا، لیکن وائے حسرت [2] کتاب کا سنگدل مصنف کتنی بے غیرتی سے کہہ رہا ہے 'لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے' ٹھیک کیا ہوں گے! بلکہ ملت کا اتحاد ٹھکانے لگا دیں گے' بے غیرت مصنف کی بے جا توقع ناتمام رہی۔

خیر! جو ہونا تھا وہ ہوا، کتاب کی اشاعت کے مضر [3] اثرات ہمارے سامنے ہیں، اس وقت کے جو حالات تھے اس کا جائزہ لینے کیلئے ایک عبارت ملاحظہ فرمائیں: (خود مولوی ابوالکلام آزاد نے اعتراف کیا ہے کہ)......

'مولانا اسماعیل شہید، مولانا منورالدین کے ہم درس تھے، شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب انہوں نے 'تقویۃ الایمان' اور 'جلاء العینین' لکھیں اور ان کے مسلک کا ملک بھر میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں ہلچل پڑ گئی'۔

'آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی' مولفہ مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی، ناشر: مکتبہ خلیل، اردو بازار، لاہور (پاکستان)، صفحہ: ۴۸

پورے ملک میں آگ لگ گئی، عوام کے ساتھ ساتھ علماء میں کہرام مچ گیا۔ 'تقویۃ الایمان' کی اشاعت میں انگریزوں نے بھرپور مالی تعاون کیا۔ یہ کتاب بڑی بھاری تعداد میں چھاپ کر ملک کے گوشے گوشے اور کونے کونے تک پہنچائی گئی۔ اس کتاب نے ملتِ اسلامیہ کے لوگوں کے دن کا چین اور رات کی نیند تک چھین لی۔ قومِ اسلام کا اتحاد واتفاق چکنا چور ہوگیا، لوگ ایک عجیب ذہنی اُلجھن کا شکار تھے کیونکہ تقویۃ الایمان میں آیتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی کے تراجم ومفہوم کو توڑ مروڑ کر غلط اور اپنی حسبِ منشاء [4] تاویلات [5] کی گئی تھیں۔ سادہ لوح مسلم، قرآن وحدیث کے نام سے متاثر ومرعوب ہو کر بہکاوے میں آگئے اور گمراہیت کے سیلاب میں بہہ گئے، نتیجتاً لاکھوں کی تعداد میں لوگ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور ایک نیا فرقہ بنام 'نجدی وہابی فرقہ'

---

[1] وہ زخم جو ہمیشہ رستا رہتا ہے اور اچھا نہیں ہوتا [2] ہائے افسوس [3] نقصان پہنچانے والے [4] مطلب کے مطابق [5] ظاہری مطلب سے کسی بات کو پھیر دینا

سرزمین ہندوستان میں نمودار ہوا۔ ملک کا ماحول نئے مذہب کی گندگی سے آلودہ ہوگیا تھا۔ لوگ بے چین تھے، پریشان تھے، مضطرب تھے، مغموم تھے، شش وپنج میں تھے، تذبذب میں تھے، ایسے پراگندہ ماحول میں علمائے حق کی ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوئی اوراس جماعت کے علماء اعلاء کلمة الحق کا فریضہ انجام دیتے ہوئے وہابی نجدی فتنے کا سدباب کرنے کیلئے گرم جوشی سے میدانِ عمل میں آئے اوراپنی حسبِ استطاعت خدمات انجام دیں جس کی تفصیل اختصار کے ساتھ پیشِ خدمت ہے:۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب 'تقویۃ الایمان' کے رَد میں اس وقت تقریباً تیس سے زائد کتابیں تصنیف کی گئیں اور متعدد علماء کرام نے تردیدی کارنامے انجام دیئے۔ ان علمائے کرام میں سے چند مشہور ومعروف علمائے حق کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔ امامِ منطق وفلسفہ حضرت علامہ مفتی فضلِ حق خیرآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہوں نے اسماعیل دہلوی سے ۱۲۴۰ھ میں دہلی کی جامع مسجد میں مناظرہ کیا اور مولوی اسماعیل دہلوی کوشکستِ فاش دی۔ علاوہ ازیں آپ نے اسماعیل دہلوی کے رَد میں الممتاع النظیر ۱ اور تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ ۲ کتابیں لکھیں۔

۲۔ مولوی ابوالکلام آزاد کے والد حضرت مولانا خیرالدین علیہ الرحمۃ نے دس مبسوط جلدوں میں رجم الشیاطین ۳ کے نام سے تقویۃ الایمان کا رَد لکھا۔

۳۔ حضرت مولانا فضلِ رسول بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقویۃ الایمان کے رد میں سوط الرحمٰن ۴ اور سیف الجبار ۵ کتابیں لکھیں۔

٤۔ حضرت مولانا مفتی صدالدین آزردہ۔

۵۔ حضرت مولانا منور الدین دہلوی جنہوں نے اسماعیل دہلوی سے مناظرہ کیا، متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں اور حرمین شریفین سے فتویٰ منگوایا۔

٦۔ حضرت مولانا رشید الدین دہلوی۔ ۷۔ حضرت مولانا مخصوص اللہ دہلوی۔

۸۔ حضرت علامہ رحمت اللہ کیرانوی۔ ۹۔ حضرت مولانا شجاع الدین خاں۔

۱۰۔ حضرت مولانا شاہ محمد موسیٰ۔ ۱۱۔ حضرت مولانا عبدالغفور اخوند پیر طریقت۔

۱۲۔ حضرت مولانا میاں نصیر احمد سواتی۔ ۱۳۔ حضرت مولانا حافظ دراز پیشاوری کی شرح بخاری شریف۔

۱٤۔ حضرت مولانا محمد عظیم اخوند سواتی۔ ۱۵۔ حضرت مولانا شاہ احمد سعیدی مجددی۔

۱٦۔ حضرت مولانا شاہ عبدالمجید بدایونی۔ ۱۷۔ حضرت مولانا کفایت اللہ کافی مرادآبادی۔

---

۱ نمونہ کا روکنا ۲ سرکشی کو باطل کرنے میں فتویٰ کی تحقیق ۳ شیطانوں کو سنگسار کرنا ۴ اللہ عزوجل کا کوڑا ۵ اللہ تعالیٰ کی تلوار

علاوہ ازیں ملک کے طول وعرض سے متعدد علمائے کرام نے وہابی نجدی فرقہ کے رد میں اپنی ناقابلِ فراموش خدمات پیش کیں۔ مولوی اسماعیل دہلوی اوراس کے ہم عقیدہ عناصر پر کفر کے فتوے صادر فرمائے۔ایک اقتباس ہدیۂ ناظرین ہے:

'ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منورالدین نے دکھائی۔متعدد کتابیں لکھیں اور ۱۲۴۰ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد دہلی میں کیا۔تمام علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا، پھر حرمین سے فتویٰ منگایا۔'

'آزادی کہانی خود آزاد کی زبانی' مولفہ مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی، ناشر: مکتبۂ خلیل، لاہور(پاکستان)،صفحہ:۴۸

ہندوستان اور حرمین شریفین کے علمائے کرام نے عقائدِ وہابیہ نجدیہ کے خلاف فتویٰ صادر فرما کر ملتِ اسلامیہ کی عظیم خدمت انجام دی اور سادہ لوح مسلمانانِ ہند کو ان کے دامِ فریب [۱] سے بچایا۔حضرت مولانا منورالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر خدا کی رحمت کے کروڑوں پھول قیامت تک نازل ہوں کہ انہوں نے ملتِ اسلامیہ کی خدمت کیلئے تمام علمائے حق کو متحد کیا، ان علماء سے عقائدِ باطلہ ضالہ نجدیہ کے خلاف فتویٰ مرتب کرایا۔یہاں تک کہ حرمینِ شریفین سے فتویٰ منگایا۔ان کا یہ احسان مسلمانانِ اہلسنّت قیامت تک یاد رکھیں گے۔

علمائے ہند اور علمائے حرمینِ شریفین کے فتاویٰ نے فرقہ نجدیہ وہابیہ کے عقائدِ باطلہ ضالہ سے عوام کو متنبہ [۲] اور متنفر [۳] کردیا۔ ان کی بے دینی ظاہر ہوگئی۔عوام اب ان کے کفریات سے مطلع ہوکر ان کو ذلّت وحقارت کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ وہابی اب قومِ مسلم سے کٹ کر الگ ہوگئے تھے کیونکہ اب علماء وعوام، وہابیوں کے حق میں اتنے سخت تھے کہ ان کی سختی کا اندازہ مولوی عبدالکلام آزاد کے والد مرحوم حضرت مولانا خیرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نظریات سے ہوجائے گا۔خود مولوی ابوالکلام آزاد نے اپنے والد کے نظریات کا تذکرہ اس طرح کیا ہے کہ......

'وہ وہابیوں کے کفر پر وثوق کے ساتھ یقین رکھتے تھے۔انہوں نے بارہا فتویٰ دیا کہ وہابیہ یا وہابی کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔'

'آزادی کہانی خود آزاد کی زبانی' مولفہ مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی، ناشر: مکتبۂ خلیل، لاہور(پاکستان)،صفحہ:۱۳۵

اب ہم پھر ایک مرتبہ تاریخ کو ٹٹولیں مذکورہ بالا حالات اور ماحول ۱۲۴۰ھ اور ۱۲۴۶ھ کے درمیان کا ہے کیونکہ مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان ۱۲۴۰ھ میں تصنیف کی تھی اور مولوی اسماعیل کو صوبہ پنجاب اور سرحد کے سنّی مسلمانوں نے بمقام بالاکوٹ ۱۲۴۶ھ میں قتل کردیا تھا۔اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے عقائدِ وہابیہ کی سرحد میں تشہیر کی تو سرحد کے سنّی مسلمانوں نے اس کا انکار کیا اور مخالفت کی تو مولوی اسماعیل دہلوی نے کفر کا فتاویٰ دے کر ان پر جنگ مسلط کردی، اسی جنگ میں وہ مارا گیا۔

---

[۱] دھوکے [۲] خبردار کرنا [۳] بیزار

اب ہم تاریخی شواہد کی روشنی میں ایک اہم مرحلہ پر آپہنچے ہیں اور وہ یہ ہے کہ......

☆ مولوی اسماعیل دہلوی کی پیدائش	:	۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ
☆ مولوی اسماعیل دہلوی کی موت	:	۲۴ ذی الحجہ ۱۲۴۶ھ
☆ امام احمد رضا محدث بریلوی کی پیدائش	:	۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ
☆ امام احمد رضا محدث بریلوی کا وصال	:	۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ

مذکورہ حقیقت کی بناء پر مولوی اسماعیل دہلوی کی موت اور امام احمد رضا محدث بریلوی کی پیدائش کے درمیان '26 سال' کا فاصلہ ہے اور 1240 میں جب تقویۃ الایمان شائع ہوئی اور علمائے حق نے فرقہ وہابیہ نجدیہ کے عقائد باطلہ پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا وہ وقت امام احمد رضا محدث بریلوی کی پیدائش سے 'تقریباً 32 سال قبل' کا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ۱۲۴۰ھ میں سب سے پہلے وہابیوں پر کفر کا فتویٰ دینے والے اس وقت کے علمائے حق کیا 'بریلوی' تھے؟ کیا انہوں نے امام احمد رضا محدث بریلوی کے کہنے، اکسانے، مشتعل کرنے اور بہکانے کی وجہ سے کفر کا فتویٰ دیا تھا؟ نہیں...... ہرگز نہیں، کیونکہ جب یہ فتویٰ دیا گیا تھا اس وقت تک امام احمد رضا اس دُنیا میں تشریف بھی نہیں لائے تھے بلکہ اس فتویٰ کے تقریباً ۳۲ سال کے بعد آپ کی ولادت ہوئی ہے۔

ایک اہم بات کی وضاحت یہاں پر کردینا اشد ضروری ہے کہ ۱۲۴۰ھ میں علمائے اسلام نے فرقۂ وہابیہ نجدیہ پر کفر کا جو فتویٰ دیا تھا، وہ فتویٰ دینا ایسا ضروری تھا کہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔ ملتِ اسلامیہ پر اُمڈ کر آنے والے نجدی فتنہ کے سیلاب کے سامنے وہ فتویٰ آہنی دِیوار کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس وقت ماحول یہ تھا کہ مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کے ہمنواؤں کے بے اعتدالیاں حد سے تجاوز کرگئی تھیں۔ لاکھوں کی تعداد میں مسلمانِ اہلسنّت کو کافر اور مشرک قرار دیکر ان کے اموال کو لوٹنا اور ان کو بے دردی اور بے رحمی سے موت کے گھاٹ اُتارنا ایک معمولی بات تھی۔ بے تصور مسلمانوں پر یہ ظلم وستم اس لئے روا[1] رکھتے تھے کہ انہوں نے وہابی نجدی عقائد تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا۔ ایک تاریخی دستاویز پیش خدمت ہے:۔

'۱۸۳۰ء میں سید احمد بریلوی اور محمد اسماعیل دہلوی نے پیشاور، مردان اور سوات کی مسلم آبادی کو بروزِ شمشیر محکوم بنا کر سردار پائندہ خان کو پیغام بھجوائے اور خود مل کر بیعت کی دعوت دی۔ جب وہ بیعت پر تیار نہ ہوا تو سید صاحب نے اس پر کفر کا فتویٰ لگا کر چڑھائی کردی۔'

'تاریخ تناولیاں' مصنف سید مراد علی علیگڑھ ناشر: مکتبہ قادریہ، لاہور (پاکستان)، صفحہ نمبر ۲، از محمد عبدالقیوم جلوال

---

[1] جائز

صرف بیعت نہ کرنے کے جرم میں کتنی بڑی سزادی جارہی ہے، سردار پائندہ خان کا جرم کیا تھا؟ صرف یہی کہ اس نے وہابی نجدی کے عقائد قبول کرنے اور وہابیوں کے پیشوا کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے اِنکار کیا۔ گویا کفر کا فتویٰ لگانا ایک معمولی بات تھی کہ دھڑاک سے لگا دیا؟ کیا اپنی ٹولی اور گروہ میں شمولیت سے انکار کرنے والے کو اس طرح کفر کے فتوے سے نوازنا مناسب ہے؟ صرف سردار پائندہ خان ہی نہیں بلکہ سرحدی علاقے میں بسنے والے بیشمار مسلمان عوام اور ان قبائل کے سردار بھی اسی طرح وہابی نجدی لشکر کے ظلم وتشدد کا نشانہ بنے تھے۔ بے گناہ اور بے قصور مسلمانوں کو اپنا شکار بنانے کیلئے وہابیوں کے مقتداء [1] کیسی کیسی ترکیبیں اور حیلے بہانے ایجاد کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

'یہاں پر دو معاملے درپیش ہیں، ایک تو مفسدوں اور مخالفوں کا ارتداد ثابت کرنا اور قتل وخون کے جواز کی صورت نکالنا اور ان کے اموال کو جائز قرار دینا۔'

'مکتوبات سید احمد شہید' (اردو ترجمہ)، مترجم سخاوت مرزا ناشر: نفیس اکیڈمی کراچی، (پاکستان)، صفحہ نمبر ۲۲۱

ایک اور تاریخی شہادت پیش خدمت ہے:۔

'آپ کی اطاعت تمام مسلمانوں پر واجب ہوئی، جو آپ کی امامت سرے سے تسلیم نہ کرے یا تسلیم کرنے سے انکار کردے، وہ باغی مستحل الدم [2] ہے اور اس کا قتل کفار کے قتل کی طرح خدا کی عین مرضی ہے۔ معترضین کے اعتراضات کا جواب تلوار ہے، نہ کہ تحریر وتقریر۔'

'سیرت سید احمد شہید' مصنف سید ابوالحسن علی ندوی ناشر: ایم ایچ سعید اینڈ کمپنی کراچی (پاکستان)، صفحہ نمبر ۲۸۵

مذکورہ دونوں اقتباسات کا گہری نظروں سے مطالعہ فرمائیں اور غور وفکر کریں کہ وہابی نجدی گروہ کے مقتدا کیسے کیسے ہتھکنڈے ایجاد کرتے تھے۔ تلوار کی طاقت کے بل بوتے پر وہابیت پھیلانے میں ایسے جری [3] تھے کہ عقائدِ باطلہ کو تسلیم نہ کرنے والے سادہ لوح مسلمانوں پر عناداً [4] کفر کے فتوے تھوپے اور ان فتوؤں کی آڑ میں مسلمانوں کا مال لوٹنا اور انہیں قتل تک کرنا جائز قرار دیا، صرف جائز ہی نہیں قرار دیا بلکہ خدا کی عین مرضی قرار دیکر اپنی شقاوتِ قلبی کا ثبوت دیا۔

اسلامی تاریخ کے سیاہ اوراق کی حیثیت سے وہابی نجدی تحریک ہمیشہ بدنام رہے گی کیونکہ اس تحریک کو نام نہاد 'جہاد' کہہ کر اس کے ضمن میں بے گناہ و بے قصور مسلمانوں پر ظلم وستم، تعصب وتشدد اور جبری تسلط کے وقت صرف اسلامی اخلاق وروایات اور جذبۂ اخوت ہی نہیں بلکہ انسانیت کا بھی سرِ عام خون کیا گیا۔

---

[1] راہنما [2] جس کا خون حلال ہو [3] دلیر [4] عداوت

تفریق بین المسلمین ۱، تذلیلِ مسلمین ۲، تہلیکِ مسلمین، ۳ تکفیرِ مسلمین ۴ اور تقتلِ مسلمین ۵ کا بازار اتنا گرم تھا کہ وہابی نجدی لشکر کے نام نہاد مجاہدین کے نزدیک ایک کلمہ گو مسلمان کو مار ڈالنا اور ایک چیونٹی کو مسل دینا دونوں برابر تھا۔ لوگوں کے جان، مال حتیٰ کہ اس کے ایمان کا فیصلہ بھی وہابیوں کے ہاتھوں میں تھا۔ کون مومن؟ کون کافر؟ کون مرتد؟ کون مشرک؟ کون زندہ رہنے کا حقدار؟ کس کو مرنا چاہیے؟ ان تمام امور کے فیصلہ وہابی نجدی فرقے کے امامِ اوّل کے اِشارے پر ہوتے تھے، اگر وہابیوں کے مقتدا کو امیر المومنین تسلیم کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے اور ان کے عقائدِ باطلہ ضالہ سے اتفاق کر لیا تو اب مومن و متقی و پرہیزگار و مجاہد و غازی کے القابات سے نوازش ہو رہی ہے اور ہمیشہ سلامت و عیش میں رہو، کے نعرے بلند ہوں اور اگر کوئی عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی فراستِ ایمانی ۶ سے ان وہابیوں کی حقیقت سے واقف ہو کر ان کے عقائدِ فاسدہ سے اختلاف کر کے بیعت ہونے سے انکار کرے تو وہ بیچارہ ان ظالموں کے غضب و تشدد کا شکار بنا ہی سمجھو۔ کافر، مشرک، مرتد، بدعتی کے الزامات کے نوکیلے کانٹے اس کے قلب کو چھلنی کرنے کے لئے تیار ہی تھے اور ساتھ میں اس پر کافر و مشرک کے فتاویٰ صادر کر کے، خود ساختہ وہابیوں کے امیر المومنین کے ایماء و اشارے پر اس کے ساتھ ہر طرح کے ظلم و ستم جائز سمجھا جاتا تھا۔ اس پر طرہ ۷ یہ کہ مقتولین کی بیواؤں کو ایامِ عدت میں بھی ان کے ساتھ جبراً و مجبوراً نکاح کا ناٹک کھیل کر اپنی ہوس پورا کرنے کیلئے گھروں سے گھسیٹ گھسیٹ کر اٹھا لے جاتے تھے۔

یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ ان تمام واقعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے۔ اگر ان تمام واقعات ظلم و ستم کی بالاستیعاب ۸ تفصیلی معلومات حاصل کرنی ہو تو فقیر کی تصنیف کردہ کتاب 'بھارت کے دوست اور دشمن' و نیز 'اسلام اور بھارت کے غدار کون؟' کا مطالعہ کریں۔

المختصر! کفر اور شرک کے فتوے اتنے عام کر دیئے گئے تھے کہ اس دور میں ایک مسلمان کو کافر قرار دینا ہر کام سے زیادہ آسان تھا، حالانکہ کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ دینا مشکل سے مشکل کام ہے۔ متکلم، کلام، تکلم، الزام، لزوم، تاویل، صراحت، احتمال، ایہام، ظاہر معنی کلام، لغوی پہلو، محاورات، اصطلاح، الفاظِ ظنِ خیر، وصولِ نیت، وغیرہ اہم اہم اور ضروری امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے جب وجہِ کفر 'اظہر من الشمس' ۹ کی طرح ثابت ہو تب کہیں کفر کا فتویٰ صادر کیا جاتا ہے بلکہ حتی الامکان یہ کوشش کی جاتی ہے کہ اس کے قول کی کوئی مناسب تاویل کر کے بھی اس کو کفر سے بچایا جائے۔ لیکن یہاں تو اندھا دھند بات بات میں کفر اور شرک کے فتویٰ کی مشین گن ہی چلائی جا رہی تھی۔

---

۱ مسلمانوں کے درمیان فرق ڈالنا ۲ مسلمانوں کو ذلیل کرنا ۳ مسلمانوں کو ہلاک کرنا ۴ مسلمانوں کو کافر قرار دینا ۵ مسلمانوں سے جنگ کرنا
۶ ایمانی سوجھ بوجھ ۷ زیادتی ۸ تمام ۹ سورج سے بھی زیادہ واضح

علمائے اہلسنّت نے فرقۂ وہابیہ نجدیہ پر کفر کے فتاویٰ صادر فرمائے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ تقویۃ الایمان میں انبیاءِ کرام اور بزرگانِ دین کی مقدس بارگاہوں میں ایسے ایسے ناپاک اور گستاخانہ جملے لکھے گئے تھے جو اصولِ عقائد اور شروطِ ایمان کی رو سے یقیناً کفر پر مشتمل تھے۔ جن کا لکھنا، سننا اور رکھنا خلاف ایمان تھا لیکن پھر بھی علمائے اہلسنّت نے ضبط اور تحمل کا دامن نہ چھوڑا۔ اتمامِ حجت [1] کی تمام شرائط پوری کرنے کے بعد ان عبارات پر غور و فکر کیا، قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کو پرکھا، ضروریاتِ دین کے اصول و قوانین کے ترازو میں تولا، علمائے متقدمین کی معتبر و مستند کتب سے ٹٹولا، تاویلات کے امکانات بھی جانچے، لیکن ہر طرف سے جب وہ ناکام و مایوس ہوگئے تب انہوں نے مفادِ دین اور دینی بھائیوں کے ایمان کے تحفظ کی نیت سے خیر کو ملحوظ رکھ کر تکفیر فرمائی ...... ایک حوالہ:۔

'ان تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ابتداء میں مولانا اسمٰعیل اور ان کے رفیق اور شاہ صاحب کے داماد مولانا عبدالحیٔ کو بہت کچھ فہمائش [2] کی اور ہر طرح سے سمجھایا، لیکن جب ناکامی ہوئی تو بحث و رد میں سرگرم ہوئے۔'

'آزادی کہانی خود آزاد کی زبانی' مؤلف مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی ناشر: مکتبہ خلیل، لاہور (پاکستان)، صفحہ نمبر ۴۸

مندرجہ بالا عبارت میں خود مولوی ابوالکلام آزاد اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت مولانا منورالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اتمامِ حجت کا فریضہ انجام دینے میں کوتاہی نہیں کی۔ روبرو جا کر افہام و تفہیم کے ذریعہ بھی کوشش فرمائی لیکن جب سنگ دل پگھلا ہی نہیں تب اس پر حکمِ شرعی نافذ کر کے اپنی شرعی ذمہ داری کو پورا کیا۔

توجہ طلب

قارئین کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ آپ اپنی توجہاتِ عمیق سے اس دور کے حالات کا جائزہ لیں اور تجزیہ فرمائیں کہ کفر کے فتوے کی ابتداء کہاں سے ہوئی ہے؟ کس نے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں مسلمانوں کو کافر اور مشرک کہا؟ اور ملتِ اسلامیہ کے ساتھ ظلم و ستم کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی، غالباً نہیں بلکہ یقیناً آپ کا نتیجۂ فکر یہی ہوگا کہ 'فرقۂ وہابیہ نجدیہ کے اکابرین و متوسلین نے'۔ دوسری جانب یہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ ان ظالم وہابیوں کے خلاف حکمِ شرعی نافذ کرنے والے علمائے حق نے کتنی احتیاطوں کو ملحوظ رکھ کر تکفیر فرمائی ہے۔

مزید ایک بات بھی آپ مستقلاً [3] ذہن نشین رکھیں کہ ان تمام حوادثات [4] میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کا کہیں ذکر نہیں آیا اور یقینی بات ہے کہ ان کا ذکر آ بھی نہیں سکتا کیونکہ ابھی آپ اس دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے۔ یہ سارا ماحول آپ کی ولادت سے ربع صدی [5] قبل کا ہے، جس سے ہم ایک نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ 'کفر کا فتویٰ دینے کی ابتداء کرنے کا امام احمد رضا پر

---

[1] آخری دلیل [2] سمجھانا [3] ہمیشہ [4] مصیبتیں [5] صدی کا چوتھائی حصہ یعنی پچیس سال

جو الزام عائد کیا جا رہا ہے وہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ بلکہ آپ یہ حقیقت جان کر حیرت زدہ ہوں گے کہ جس کو بات بات میں کفر کا فتویٰ دینے والا کہہ کر بدنام کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی اس امام احمد رضا محدث بریلوی نے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی پر کفر کا فتویٰ دینے سے احتیاط کرتے ہوئے 'کفِ لسان' [1] فرمایا۔ جس کی تفصیل آپ اگلے صفحات میں ملاحظہ کریں گے۔

دورِ حاضر میں مسئلۂ تکفیر کے تعلق سے امام احمد رضا محدث بریلوی کے خلاف جو تحریک چلائی جا رہی ہے وہ اتنے وسیع پیمانے پر ہے کہ حقیقت سے ناآشنا بہت سے حضرات اس کے دامِ فریب میں آگئے ہیں اور ناواقفیت کی وجہ سے امام احمد رضا کی مخالفت و تذلیل میں نہ جانے کیا کیا کہتے اور کرتے رہتے ہیں۔ کفر کے فتوے کی تمام ذمہ داری صرف اکیلے امام احمد رضا کے سر تھوپی جا رہی ہے، بلکہ اس میں حد درجہ غلو بھی کیا جا رہا ہے۔ اس سازش میں مکتبۂ دیوبند اکیلا نہیں بلکہ تمام فرقۂ باطلہ اس میں شامل ہیں۔ حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے کہ جبکہ ان میں آپس میں اصول اور فروعی اختلافات وسیع پیمانے پر ہیں لیکن 'دشمن کا دشمن اپنا دوست' اس نظریہ کے تحت انہوں نے صرف امام احمد رضا محدث بریلوی کی دشمنی میں باہم اتحاد کیا ہے۔ لیکن اس اتحاد کی وجہ کیا ہے؟ صرف یہی کہ تمام کے سینے کلکِ رضا کے نیزے کی مار سے چھلنی ہیں۔ امام احمد رضا نے تمام فرقۂ باطلہ کی تردید میں نمایاں کردار ادا فرمایا ہے اور وہ کردار صرف اصولی مسائل تک ہی محدود نہیں بلکہ فروعی مسائل میں بھی جہاں جہاں باطل پرستوں نے رخنہ اندازی [2] کی وہاں وہاں امام احمد رضا نے ان کا تعاقب کیا اور اپنی نادر روزگار تصانیف سے ان کو قیامت تک کیلئے ساکت و مبہوت کر دیا۔ جہاں تک فرقۂ وہابیہ نجدیہ کا معاملہ ہے وہاں یہ حقیقت بھی پوشیدہ نہیں کہ ہندوستان میں جب اس فرقۂ باطلہ کا وجود نمودار ہوا تو اس وقت کے بہت سے علمائے اہلسنّت نے اس کا سدِ باب فرمایا یہاں تک کہ کفر کے فتوے بھی صادر فرمائے لیکن اس وقت کے ان تمام علمائے اہلسنّت سے اعراض کر کے صرف امام احمد رضا محدث بریلوی ہی کو کیوں نشانہ بنایا گیا ہے؟ اور اپنی تمام تر طاقت و قوت صرف امام احمد رضا کی شخصیت کو مجروح کرنے کیلئے کیوں استعمال کی جا رہی ہے؟

بلاشک و شبہ! ۱۲۴۰ھ کے پرفتن دور کے علمائے حق نے فرقۂ وہابیہ کی تردید اور بیخ کنی میں اہم اور نمایاں کردار ادا کیا اور فرقۂ وہابیہ کی بنیادیں ہلادیں لیکن ان حضرات کی یہ خدمات اصولی مسائل تک محدود تھیں۔ علاوہ ازیں وہ دور وہابیت کا ابتدائی دور تھا اور اس وقت عقائد کے تعلق سے چند ہی گمراہ کن کتابیں رائج تھیں لیکن امام احمد رضا کے دور میں سینکڑوں اصولی مسائل میں فساد، بے شمار فروعی مسائل میں تنازعہ، بے شمار وہابی مولوی، کثرت سے ان کے مدارس، وسیع پیمانے پر مشتمل تنظیمیں، اشاعتی وسائل وغیرہ ایک مسلح فوج کی حیثیت سے فرقۂ وہابیہ اپنے شباب پر تھا اس پر طرّہ یہ کہ اس فرقے کو حکومتِ برطانیہ کی پشت پناہی حاصل تھی۔ ایسے نازک حالات میں امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تن تنہا ہر محاذ پر ان کا ایسا مقابلہ فرمایا کہ انکی بنیادیں اکھیڑ دیں۔

---

[1] زبان کو روکنا [2] چھیڑ چھاڑ

ماضی کے تمام علمائے اہلسنّت نے مجموعی طور پر فرقۂ وہابیہ کی تردید میں جو خدمات انجام دی تھیں اس سے کئی گنا زیادہ تردیدی خدمات امام احمد رضا نے تن تنہا انجام دیں۔ مکتبۂ فکر وہابیہ دیوبندیہ سے جب بھی کوئی گمراہی اٹھی، چاہے اس کا تعلق اصولِ دین سے ہو یا پھر فروعِ دین سے ہو، بریلی سے اس کا دندان شکن جواب دیا گیا اور حالت یہ ہوگئی تھی کہ امام احمد رضا محدث بریلوی کے قلم کی جلالتِ علمی سے پوری دنیائے وہابیت تھر تھر کانپتی تھی۔ امام احمد رضا کے پیش کردہ دلائل و براہین کا جواب دینے سے دنیائے وہابیت کے تمام کے تمام مصنفین عاجز و قاصر تھے۔

فرقۂ وہابیہ کے علاوہ اور بھی بہت سارے فرقے سر اٹھائے ہوئے تھے۔ بڑے بڑے دانشور، ماہرِ فن، علماء، فضلاء، ادباء، محدث، مفکر، مفسر، مورخ، سائنسدان وغیرہ اس کے حامی، ناشر اور بانی تھے لیکن وہ جب امام احمد رضا کی قلم کی زد میں آئے تو میدانِ علم کی جنگ میں گاجر اور مولی کی طرح کٹ گئے۔ بڑے بڑے ماہرینِ فن اور دنیوی علومِ جدیدہ کے اعلیٰ عہدوں پر فائز نامور لوگ امام احمد رضا کی آہنی دلیلوں کی ضربیں کھا کر چکنا چور ہوگئے۔ امام احمد رضا کی تصانیف کا جواب لکھنے کی ہمت کرنے کا تصور کرنے والے بڑے بڑے قلمکاروں کے ہاتھ کانپ رہے تھے، ان کے قلم کی نوکیں کند ہو چکی تھیں۔

لہٰذا انہوں نے مکر و فریب کی راہ اختیار کی۔ علمی دلائل سے صرفِ نظر کر کے انہوں نے جھوٹ کا دامن تھاما، الزامات، افتراء، بہتان اور جھوٹی تہمتیں گھڑنی شروع کیں اور اس میں اتنے منہمک ہوئے کہ دیگر فرقۂ باطلہ کے افراد سے اتحاد کر کے امام احمد رضا کے خلاف مستقل طور پر ایک منظم سازش کی مہم چلائی اور دن بدن اسے فروغ دیا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شانِ حق گوئی بے مثال تھی۔ حق گوئی کا فریضہ انجام دینے میں آپ نے کسی کی بھی کوئی رعایت نہیں کی۔ کبھی بھی یہ نہ دیکھا کہ اپنا ہے یا پرایا؟ بلکہ شریعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف جس نے بھی سر اُٹھایا، یا صدائے بے دینی بلند کی تو آپ نے اس کا ایسا تعاقب فرمایا کہ وہ بے صدا ہوگیا۔ کچھ اپنے کہلانے والوں نے فروعی مسائل میں غیر اسلامی نظریات اختیار کئے۔ کسی نے بدعاتِ مروجہ کو فروغ دینے کی کوشش کی، کسی نے عقیدت کے معاملے میں غلو کر کے حدودِ شرعیہ سے تجاوز کرنے کی راہ اختیار کی۔ ایسے وقت میں آپ نے یہ نہ دیکھا کہ یہ سنّی ہیں، اپنے ہیں، ان کے ارتکاب کو روا رکھا جائے بلکہ آپ نے صرف اور صرف احکامِ شریعت کا لحاظ کیا اور ان کے غیر مشروع ارتکاب کے خلاف بھی صدائے حق بلند فرمائی۔ نتیجتاً ایک بڑا گروہ بھی دانستہ یا نادانستہ صرف انانیت، ذاتی مفاد، بغض، عناد اور اپنے ارتکابِ جرم پر کی گئی شرعی گرفت کا انتقام لینے کے جذبے کے تحت امام احمد رضا محدث بریلوی کا مخالف بن گیا اور انہوں نے الگ طور [1] سے مخالفت کرنے والی ایک الگ لابی [2] کھڑی کردی۔ پرائے اور اپنے دونوں کی مخالفت نے ماحول کو اتنا پراگندہ [3] کر دیا ہے کہ

---

[1] طریقہ [2] جماعت، گروہ [3] پریشان

امام احمد رضا کو صرف تنقیدی نظر سے ہی دیکھا جا رہا ہے۔ یہی سبب ہے کہ جتنی مخالفت امام احمد رضا محدث بریلوی کی کی گئی ہے، کی جا رہی ہے اور کی جائے گی اتنی مخالفت آج تک کسی بھی مجدد کی نہیں کی گئی اور غالباً مستقبل میں اور کسی مجدد کی نہیں کی جائے گی۔ لیکن الزامات کے بادلوں میں پوشیدہ ہو جانے کی وجہ سے صداقت کے آفتاب کا وجود ہرگز ختم نہیں ہوتا۔ بدلیاں [1] دھیرے دھیرے چھٹتی جاتی ہیں اور آفتاب نظر آنے لگتا ہے۔ الحمدللہ! ایک عرصہ دراز تک غلط فہمی اور بے بنیاد الزامات کی گھنگور [2] گھٹاؤں میں اوجھل رہنے کے بعد امام احمد رضا کی شخصیت صداقت کے آفتاب کی طرح اب درخشاں [3] ہو رہی ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے مخالفین کی کثرت کی کبھی بھی پرواہ نہیں کی کیونکہ......

مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یونہی　　　　که وہی نا، وہ رضا، بندۂ رسوا تیرا

لیکن ! افسوس !!

اہلسنّت کے ان علماء حضرات (الا ماشاء اللہ) پر جنھوں نے ان الزامات کی عقدہ کشائی کرنے میں کوتاہی اور کاہلی کی۔ امام احمد رضا کے خلاف لگائے جانے والے بے بنیاد الزامات سے امام احمد رضا کتنے بری ہیں، اس حقیقت کی وضاحت کرنے میں تغافل [4] برتا بلکہ سکوت اختیار کیا یا ایسے ایسے غیر ذمہ دارانہ جوابات دیئے کہ مخالفین کو اپنے دعوے کو قوی کرنے کا مواد فراہم کر دیا۔ جن بدعاتِ قبیحہ کی امام احمد رضا نے شدت سے تردید فرمائی ان بدعات میں ملوث لوگوں کے سامنے والنھی عنی المنکر [5] کا فریضہ انجام دینے سے باز رہے۔ امام احمد رضا کا نام لیا مگر کام ترک کر دیا۔ عوام اہلسنّت میں مقبول و مشہور و محبوب ہونے کی غرض سے اعلیٰ حضرت کا نام اچھل اچھل کر لیا مگر مسلکِ اعلیٰ حضرت کی صحیح ترجمانی و صحیح خدمت کی طرف التفات نہ کیا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی نے فرقۂ نجدیہ وہابیہ کے رد و ابطال کی خدمت انجام دینے کے ساتھ ساتھ دیگر فرقۂ باطلہ کی سرکوبی میں بھی ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ علاوہ ازیں سنّیوں میں رائج بدعات اور غیر اسلامی رسومات کے خلاف بلاخوف لومۃ لائم اپنا قلم چلا کر یہ ثابت کر دیا کہ شریعت کے مقابلہ میں یہاں اپنے اور پرائے کا لحاظ نہیں کیا جاتا، بلکہ احقاقِ حق [6] اور ابطالِ باطل [7] میں شریعتِ مطہرہ کی سختی کے ساتھ پابندی کی جاتی ہے اور والنھی عنی المنکر کا فریضہ انجام دینے میں کسی قسم کی کوتاہی اور کاہلی نہیں کی جاتی۔ ہمارے اس دعویٰ کے ثبوت میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی معرکۃ الآراء تصانیف شاہدِ عدل ہیں۔ جن کے مطالعہ سے امام احمد رضا کی شان تصلب فی الدین [8] اور شان اعلاء کلمۃ الحق [9] کا پتہ چلتا ہے۔

---

[1] گھٹائیں [2] بہت چھائی ہوئی اور گہری گھٹا [3] روشن [4] جان بوجھ کر غفلت کرنا [5] برائی سے روکنا [6] حق کا ثبوت دینا [7] باطل کو غلط قرار دینا [8] دین میں سخت ہونا [9] انصاف کی بات

فتویٰ دینے میں امام احمد رضا کی شانِ احتیاط اور کفِ لسان

مولوی اسماعیل دہلوی کی موت کے 26 سال کے بعد یعنی کہ 1272ھ میں امام احمد رضا محدث بریلوی کی ولادت ہوئی۔ علمائے دیوبند کی جانب سے توہین وتنقیص[1] رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سلسلہ جاری تھا۔ 1290ھ میں مولوی قاسم نانوتوی نے 'تحذیر الناس' کتاب لکھ کر تحریکِ توہینِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فروغ دیا۔ پھر گنگوہی صاحب نے امکانِ کذب[2] کا فتویٰ دیا۔ 'براہینِ قاطعہ' کتاب میں مولوی اشرف علی تھانوی نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سخت گستاخی کی۔ لیکن امام احمد رضا نے احتیاط سے کام لیا حالانکہ دیوبند کا طرزِ افتاء[3] تو آپ گزشتہ صفحات میں ملاحظہ فرما چکے کہ قلم کی ایک ٹھوکر سے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں کلمہ گو مسلمانوں کو کافر اور مشرک کے فتوے دے دیئے۔ لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی نے کمالِ احتیاط سے کام لیا اور 1290ھ سے 1320ھ تک یعنی تیس سال تک آپ نے ان کی گمراہ کرنے والی کتابوں کی تردید کی اور ان کتابوں کے مصنفین کو ان کی کتابوں کے اغلاط کی نشاندہی کی۔ ان کو تیس سال تک اتمامِ حجت[4] کرتے ہوئے سمجھایا کہ خدا کے واسطے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص سے باز آؤ اور اپنی کفری عبارتوں سے رجوع کر کے توبہ کرلو۔ یہاں تک کہ ان کو رجسٹرڈ خطوط کے ذریعہ ان کی کتابوں کی تردید میں اپنی تصنیفِ فرمودہ[5] کتابیں بھیجیں۔ پورے تیس سال تک اتمامِ حجت فرمائی لیکن علمائے دیوبند اپنی ضد پر اڑے رہے، ٹس سے مس تک نہیں ہوئے۔ بلکہ اپنی کفری عبارتوں والی کتابوں کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی۔ جب امام احمد رضا محدث بریلوی اتمامِ حجت کا فریضہ ادا کر چکے، رجوع کیلئے مسلسل تقاضے کرتے رہے۔ لیکن وہاں سے کوئی جواب یا قبولِ حق کی کوئی حرکت نہ ہوئی تب مجبور ہو کر بادلِ نخواستہ 1320ھ میں ان گستاخانِ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر حکمِ شرعی نافذ کرتے ہوئے **المعتمد المستند** تصنیف فرمائی۔

کفر کا فتویٰ[6] صادر کرنے میں امام احمد رضا کتنے محتاط تھے اس کا اندازہ حسبِ ذیل اقتباسات سے لگایا جاسکتا ہے۔

☆ مولوی رشید احمد گنگوہی نے امکانِ کذب باری تعالیٰ کا جو فتویٰ دیا تھا اس کے رد میں امام احمد رضا محدث بریلوی نے 1308ھ میں **سبحان السبوح عن عیب کذب المقبوح**[7] شائع فرمائی اور فقہائے کرام کے اقوال کی روشنی میں گنگوہی صاحب کے 75 کفریات ثابت کرنے کے بعد بھی یہی فرماتے ہیں کہ:۔

'میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔ ان مدعیوں[8] یعنی مدعیانِ جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں، اگرچہ ان کی بدعت و ضلالت[9] میں شک نہیں۔'

حوالہ 'تمہید ایمان بآیات قرآن' مصنف امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ناشر: قادری بک ڈپو، نومحلہ بریلی، ص: ۱۳۴

---

[1] نقص نکالنا [2] جھوٹ کا ممکن ہونا [3] فتویٰ دینے کا انداز [4] انتہائی کوشش کرنا [5] فرمائی ہوئی [6] جاری کرنا [7] جھوٹ کے برے عیب سے اللہ کی پاکی [8] دعویٰ کرنے والے [9] گمراہی

مذکورہ کتاب کے تعلق سے امام احمد رضا نے 'حسام الحرمین' میں لکھا ہے کہ 'یہ کتاب میں نے ان کو رجسٹرڈ ڈاک سے بھیجی، جو ان کو مل گئی تھی اور ان کے یہاں سے کتاب کی وصولی کی رسید بھی آ گئی ہے۔ اس کو بھی گیارہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ مخالفین تین سال تک تو یہ جھوٹ اڑاتے رہے کہ جواب لکھا جائے گا، لکھا جا چکا ہے، چھپے گا، چھپنے کے لئے بھیج دیا ہے۔'

لیکن اتنے طویل عرصہ کی مہلت میں بھی گنگوہی صاحب کو جواب لکھنے کی توفیق نہ ہوئی بلکہ امکانِ کذب والے فتویٰ کو پوسٹر کی شکل میں شائع کیا۔ لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی نے اس اشتہار پر اعتماد نہ کیا۔ بالآخر گنگوہی صاحب کا لکھا ہوا اصل فتویٰ گنگوہی صاحب کے دستخط اور مہر کے ساتھ آیا اور آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور تحقیق کرنے کے بعد ہی آپ نے اس پر حکمِ شرعی بیان کیا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں کہ......

'مسلمانو! یہ روشن ظاہر واضح قاہر ۱ عبارات تمہارے پیشِ نظر ہیں جنہیں چھپے ہوئے دس دس اور بعض کو سترہ اور تصنیف کو 19 سال ہوئے اور ان دشنامیوں ۲ کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی 1320ھ سے ہوئی ہے جب سے المعتمد المستند چھپی۔ ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو۔ یہ عبارتیں فقط ان مفتریوں ۳ کا افترا ہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً ۴ صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا، جب تک یقینی قطعی واضح روشن جلی ۵ طور سے ان کا صریح ۶ کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہولیا۔ جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش تاویل ۷ نہ نکل سکی کہ آخر یہ بندہ خدا وہی ہے جو ان کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لزوم ۸ کفر کا ثبوت دیکر یہی تو کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہلِ لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکمِ اسلام کیلئے اصلاً کوئی ضعیف محمل ۹ بھی باقی نہ رہے۔'

حوالہ 'تمہید ایمان بآیات قرآن' مصنف امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ناشر: مکتبہ اشاعت اسلام، ص: ۶۰

مذکورہ عبارت میں امام احمد رضا محدث بریلوی نے کتنی صاف وضاحت فرمادی ہے کہ ہم تکفیر میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ کئی سال تک اتمامِ حجت فرمائی اور جب ان کی عبارتوں میں تاویل کی بھی کوئی گنجائش نہ رہی اور ان کا کفر آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہو گیا تب کہیں شرعی حکم نافذ کیا۔ لیکن افسوس کہ اتنی عظیم احتیاط والے کو ایک منظم ۱۰ سازش کے تحت بدنام کیا جا رہا ہے کہ وہ بات بات میں کفر کا فتویٰ دے دیتا تھا۔

---

۱ ظلم کرنے والی ۲ گالی دینے والے ۳ بہتان لگانے والے ۴ ظاہر، کھلم کھلا ۵ واضح ۶ ظاہر، واضح ۷ بچاؤ کی دلیل ۸ لازم ہونا ۹ جس پر قیاس کیا جائے ۱۰ وہ چیز جو انتظام کے ساتھ ہو

قارئین فیصلہ کریں کہ بات بات میں کفر کا فتویٰ کون دیتا تھا۔ امام احمد رضا یا علمائے دیوبند؟ حالانکہ پچھلے صفحات میں آپ مطالعہ کر چکے ہیں کہ علمائے دیوبند نے کیسی کیسی باتوں پر کفر اور شرک کے فتوے دیے ہیں۔

☆ یارسول اللہ کہنے والا مشرک ...... ☆ سہرا باندھنے والا ...... ☆ اللہ ورسول نے چاہا تو یہ کام ہو جائے گا کہنے والا ......
☆ عبدالنبی، نبی بخش، غلام محی الدین وغیرہ نام رکھنے والا ...... ☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علمِ غیب کا عقیدہ رکھنے والا ......
☆ دُرودِ تاج پڑھنے والا ...... ☆ کسی صورت کا تصور کرنے والا ...... ☆ نذر و نیاز کرنے والا ...... ☆ مَنّت ماننے والا ......
☆ اولیاء کے آستانے کے کنوئیں کا پانی متبرک [1] سمجھ کر پینے والا ...... ☆ روشنی کرنے والا ...... ☆ ولی کے آستانے پر پانی پلانے والا ...... ☆ انبیاء و اولیاء کی شفاعت کی اُمّید رکھنے والا وغیرہ وغیرہ۔

علمائے دیوبند نے ملتِ اسلامیہ کے بیشمار لوگوں پر کافر اور مشرک کا فتویٰ لگاتے وقت نہ کسی تاویل کی گنجائش پر غور کیا، نہ قائل [2] و فاعل کی نیت کا اعتبار کیا، نہ لزومِ کفر، التزامِ کفر کا فرق محسوس کیا۔ بس ایک ہی بار میں دھڑاک سے فتویٰ دے دیا۔

اب امام احمد رضا کی شانِ احتیاط دیکھیں

مولوی اسماعیل دہلوی کے ستّر کفریات ثابت کرنے کے بعد امام احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں کہ:۔

'ہمارے نزدیک مقامِ احتیاط میں اکفار (کافر کہنے سے) کفِ لسان (یعنی زبان روکنا) ماخوذ [3] و مختار [4]، مرضی و مناسب۔ واللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔'

حوالہ : الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوھابیہ
مصنف امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ناشر: نوری کتب خانہ، لاہور، ص ۶۰

مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کے متبعین [5] کے کفریات بوجوہِ قاہرہ [6] لزومِ کفر کا ثبوت دیکر بھی امام احمد رضا محدث بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ:۔

'لزوم والتزام [7] میں فرق ہے۔ اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات اور قائل کو فرمان، لینا اور بات۔ ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے، جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا، حکمِ کفر جاری کرتے ڈریں گے۔'

حوالہ : سل السیوف الھندیہ علیٰ کفریات بابا النجدیہ
مصنف امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ناشر: رضوی کتب خانہ، بریلی۔ ص: ۲۵

---

[1] برکت والا [2] کہنے والا [3] پکڑا ہوا [4] با اختیار ہونا [5] پیروی کرنے والے [6] زبردست [7] ضروری قرار دینا

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا وہ جملہ کہ 'جب تک ضعیف سے ضعیف احتمال ملے گا، حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے' قابلِ توجہ ہے۔ اسی ضمن میں ایک ضعیف سے ضعیف احتمال کی وجہ سے امام احمد رضا نے مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہیں کی اور وہ احتمال یہ ہے کہ......

'مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائلِ تقویۃ الایمان سے توبہ کرلی تھی' اسماعیل دہلوی کی توبہ کو اتنا مشہور کیا گیا تھا کہ توبہ کی شہرت کو ضعیف احتمال میں شمار کر کے امام احمد رضا نے کفر کا فتویٰ دینے سے کفِ لسان فرماتے ہوئے سکوت اختیار فرمایا۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی توبہ کی شہرت کے تعلق سے ایک اقتباس پیشِ خدمت ہے:۔

'سوال...... اور ایک بات مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائلِ تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے۔ آپ نے بھی کہیں یہ بات سنی ہے یا محض افتراء[1] ہے۔'

حوالہ : 'فتاویٰ رشیدیہ' از۔ مولوی رشید احمد گنگوہی ناشر: مکتبہ تھانوی، دیوبند۔ ص:۸۴

مذکورہ عبارت میں سائل نے سوال میں 'ایک بات یہ مشہور ہے' جملہ لکھ کر باور کرادیا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہوئی تھی۔ توجہ کی شہرت ہونے کی وجہ سے تو سائل تک بات آئی تھی اور اسی لئے تو اس نے اس بات کے سچ یا جھوٹ ہونے کی تحقیق کرنے کی غرض سے سوال پوچھا تھا۔ لیکن واہ رے گنگوہی صاحب! مولوی اسماعیل کی توبہ بھی کھٹکی بلکہ اس میں بھی رسوائی کا خوف محسوس کیا کہ ہمارے اکابر کو رجوع کرنا پڑا؟ خیر اس بحث میں نہیں پڑنا البتہ توبہ کی شہرت ہوئی تھی اور اسی شہرت نے امام احمد رضا محدث بریلوی جیسے محتاط کو تکفیر کا حکم جاری کرنے سے روکا۔

قارئین کی عدالت میں اس استدعا ہے کہ 'اللہ کے واسطے آپ بنظرِ غور دیکھیں اور غیر جانبدار نظریہ سے فیصلہ کریں کہ امام احمد رضا کے یہاں جو احتیاط ہے اس کا کروڑواں حصہ بھی علماءِ دیوبند کے یہاں ہے؟'

علمائے دیوبندی کے وہ اکابر کہ جن کی کتابوں میں کفری عبارات ہیں اور ان پر غور وفکر اور تمام لوازمات کا التزام کرنے کے بعد امام احمد رضا محدث بریلوی نے شرعی حکم نافذ کرنے کے بعد بھی یہاں تک فرمایا کہ:۔

'ہزار ہزار بار حاش للہ[2]! میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، جب کیا ان سے ملاپ تھا، اب رنجش ہوگئی۔ جب ان سے جائیداد کی کوئی شرکت نہ تھی، اب پیدا ہوگئی حاش للہ! مسلمانوں کا علاقۂ محبت وعداوت صرف محبت وعداوتِ خدا ورسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ جب تک ان دشنام[3] دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی یا اللہ ورسول کی جناب میں ان کی دشنام نہ دیکھی

---

[1] جھوٹا الزام [2] خدا کی پناہ [3] گالی دینے والوں

سی تھی، اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا۔غایتِ ۱؎ احتیاط سے کام لیا،حتیٰ کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا،مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک ۲؎ اختیار کیا۔جب صاف صریح انکارِ ضروریاتِ دین ودشنام وہی ربِ العالمین آنکھ سے دیکھی،تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحات سن چکے کہ مَنْ شَكَّ فِيْ عَذَابِهٖ وَ كُفْرِهٖ فَقَدْ كَفَرَ جو ایسے کے عذاب وکافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوامِ اہلِ اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا۔لاجرم،حکم کفر دیا اور شائع کیا۔ وَ ذَالِكَ جَزَاءُ الظّٰلِمِيْنَ ۳؎ ۔

حوالہ 'تمہید ایمان بآیات قرآن' مصنف امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ناشر:رضا اکیڈمی، بمبئی۔ص:۴۳

صرف یہی نہیں امام احمد رضا محدث بریلوی نے تحریری طور پر احتیاط فرمائی بلکہ عملی طور پر بھی آپ نے علمائے دیوبند کو خطوط لکھے۔ ان کو روبرو بلایا، سمجھایا۔لیکن علماء دیوبند نے کوئی التفات ۴؎ نہیں کیا۔ ۱۳۲۳ھ میں علمائے حرمینِ شریفین نے علمائے دیوبند کے کفر کا فتویٰ دیا لیکن امام احمد رضا نے تو اس فتوے کے بعد بھی اپنی اتمامِ حجت کی کوشش کو مسلسل جاری رکھا تھا اور یہی کوشش کرتے رہے کہ اگر تھوڑی دیر کیلئے بھی علمائے دیوبند اپنی کفری عبارات پر غور وفکر اور نظرِ ثانی کرنے کیلئے رضامند ہو جائیں اور روبرو ایک نشست ۵؎ ہو جائے تو میں ان علمائے دیوبند کو سمجھاؤں گا تاکہ ملتِ اسلامیہ سے ایک عظیم فتنہ ختم ہو جائے۔علمائے حرمین شریفین کے فتوے کے چھ سال کے بعد یعنی کہ ۱۳۲۹ھ میں امام احمد رضا محدث بریلوی نے مولوی اشرفعلی تھانوی کو ایک خط لکھا تھا۔وہ خط لفظ بلفظ دافع الفساد عن مراد آباد نام کی کتاب میں چھپا تھا۔اس خط کی بعینہٖ ۶؎ نقل قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں:۔

۱؎ انتہائی ۲؎ راستہ ۳؎ یہی ظلم کرنے والوں کا بدلہ ہے ۴؎ توجہ ۵؎ ملاقات ۶؎ ویسی ہی

بنام مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

'السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ'

'فقیر بارگاہِ عزیز وقدیر جل جلالہ تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے اب حسبِ معاہدہ ۱ قرار دادِ مراد آباد پھر محرک ۲ ہے کہ آپ کو سوالات و مواخذاتِ ۳ حسام الحرمین جواب دہی کو آمادہ ہوں۔ میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنادیں اور وہی دستخطی پرچہ اسی وقت فریقین مقابل کو دیئے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کر بدلنے ۴ کی گنجائش نہ رہے۔ معاہدہ میں ۲۷، صفر مناظرہ کیلئے مقرر ہوئی ہے۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی۔ گیارہ روز کی مہلت کافی ہے وہاں بات ہی کتنی ہے، اسی قدر کہ یہ کلمات شانِ اقدس حضور پرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں توہین ہیں یا نہیں؟ بعون اللہ تعالیٰ دو منٹ میں اہلِ ایمان پر ظاہر ہوسکتا ہے۔ لہٰذا فقیر اس عظیم ذوالعرش ۵ کی قدرت و رحمت پر توکل ۶ کرکے یہی ۲۷، صفر روزِ جاں افزوں ۷ دوشنبہ اس کیلئے مقرر کرتا ہے۔ آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مہر دستخطی روانہ کریں اور ۲۷، صفر کی صبح مراد آباد میں ہوں۔

یہ آخری دعوت ہے۔ اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرضِ ہدایت ادا کرچکا، آئندہ کسی کے غوغہ ۸ پر التفات ۹ نہ ہوگا۔ منوا دینا میرا کام نہیں اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے۔'

مہرِ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۵، صفر روز چہارشنبہ ۱۳۲۹ھ

حوالہ 'دافع الفساد عن مراد آباد' مرتبہ مولانا نعیم الدین ناشر: مطبع اہل سنت و جماعت مراد آباد۔ ص: ۲۳

لیکن افسوس کہ ۲۷، صفر ۱۳۲۹ھ بروزِ دوشنبہ حسبِ معاہدہ امام احمد رضا محدث بریلوی تو مراد آباد پہنچ گئے لیکن تھانوی صاحب کا پتہ نہیں تھا۔ کاش اگر تھانوی صاحب صرف دو منٹ کیلئے آجاتے تو ہندوستان کے مسلمانوں کے درمیان سے ایک عظیم فتنہ ختم ہوسکتا تھا۔ لیکن تھانوی صاحب نے راہِ فرار اختیار کرکے تصفیۃ العقائد ۱۰ کا سنہرا موقع گنوادیا۔

یہاں تک مطالعہ کرنے سے قارئین کے ذہن سے بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوگیا ہوگا۔ امام احمد رضا کیا تھے اور ان کو کیا کرکے پیش کیا گیا۔ کفر کے فتوے میں جو اتنی عظیم احتیاط کرے اسی کو بات بات میں کفر کا فتویٰ دینے والا کہہ کر بدنام کیا جارہا ہے۔ امام احمد رضا کے خلاف چلائی جانے والی مہم کا واحد مقصد یہی ہے کہ امام احمد رضا کے عظیم علمی کارنامہ پر منفی پروپیگنڈوں کے ذریعہ دبیز ۱۱ تہہ چڑھادی جائے اور ان کی شخصیت صرف ایک تنگ نظر اور روایتی مفتی، شاعر اور میلاد خواں کے معمولی مقام پر لاکھڑی کردی جائے تاکہ عوام ان کی شخصیت سے بدظن ہوجائیں اور ان کی تصانیف کو ہاتھ میں لینے سے بھی اجتناب ۱۲ کریں۔

---

۱ آپس کا عہد نامہ ۲ ابھارنے والا ۳ جواب طلبی ۴ مکرنا، اپنی بات سے پھر جانا ۵ عرش والا ۶ بھروسہ کرنا ۷ بڑھانے والا ۸ شور و غل ۹ توجہ ۱۰ عقائد کو واضح کرنا ۱۱ موٹی ۱۲ پرہیز کرنا

بلاشک امام احمد رضا محدث بریلوی نے اپنے تجدیدی کارنامہ سے ملتِ اسلامیہ کی عظیم علمی، اعتقادی اور تصنیفی خدمات انجام دی لیکن ان کی زِندگی کا عظیم کارنامہ تحریکِ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تجدید ہے۔ وہ یقیناً اور صحیح معنوں میں عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے اور انہوں نے پوری زندگی اسی پاکیزہ مشن کی نشر و اشاعت[1] میں اسی دھن[2] میں گزاری کہ وہ کونسا ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعے دعوتِ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلایا جاسکے۔ جذبۂ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو از سرِ نو[3] اجاگر و بیدار کرنے کی اس تحریک کی بنیاد اس عاشقِ صادق نے اس قدر مضبوط ڈالی ہے کہ جسے حوادثات و انقلاباتِ زمانہ ہلا نہیں سکتے۔ لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی کے احوال و واقعاتِ زندگی اور خصوصاً آپ کی تصانیف پر تحقیقی نظر کے بعد ہم ان کے خلاف اور ان کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے والی مخالف تحریکوں، تقریروں اور تحریروں سے دوچار ہوتے ہیں تو یہی سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ برصغیر کا عظیم عالمِ دین اور ملتِ اسلامیہ کا سچا مفکر جس نے ملتِ اسلامیہ کو سینکڑوں مبسوط[4] اور محققانہ[5] تصانیف کا ذخیرہ عطا فرمایا ہے، اس کے ساتھ کتنی بڑی ناانصافی اور ظلم کیا جارہا ہے۔ اس کے علمی کارنامے کو دادِ تحسین[6] دینا تو درکنار اسے ایک غصہ ور، فتویٰ باز مولوی کے روپ میں پیش کرنے کی ایک رسم بنالی گئی ہے اور وہ رسم ایسی چلی کہ بس چلی آرہی ہے۔ ملتِ اسلامیہ کے تعلیم یافتہ اور سمجھدار طبقے کو چاہئے کہ عرصہ دراز کے پروپیگنڈے کے گرد و غبار کی دبیز تہوں کے نیچے دبادی گئی امام احمد رضا محدث بریلوی کی دُرِ بے بہا[7] شخصیت کو خود ان کی تصانیف سے پرکھیں اور غیر جانبدار منصفانہ رائے قائم کریں اور حق کیا ہے؟ باطل کیا ہے؟ اس کی سمجھ اپنے حلقۂ احباب کو بھی دیں۔

امام احمد رضا نے فرقۂ وہابیہ کے اصولی و فروعی نظریات کا جس خوش اسلوبی[8] سے تعاقب کیا ہے اور ان کے عقائدِ باطلہ پر جو گرفت فرمائی ہے وہ گرفت اس قدر صحیح برمحل اور واقعہ کے مطابق ہے کہ اس کا کوئی جواب دیا ہی نہیں جاسکتا۔ فردِ واحد کی یہ صلاحیتیں تمام مخالفین کے مجموعہ پر بھاری ہیں، مخالفین کے کئی منظم اِدارے کسی اعتبار سے اس اکیلی شخصیت کا مقابلہ نہیں کرپاتے۔

---

[1] پھیلانا [2] شوق [3] نئے سرے سے [4] پھیلا ہوا [5] تحقیق شدہ [6] کسی کی خوبی کی تعریف کرنا [7] بہت زیادہ قیمتی [8] اچھے طریقے سے

مولوی اسماعیل دہلوی کے تعلق سے:۔

(1) سل السیوف الهندیه علی کفریات بابا النجدیه 1312ھ

(2) الکوکبۃ الشهابیه فی کفریات ابی الوهابیه 1312ھ

(3) کشف ضلال دیوبند 1337ھ

(4) صمصام سنیت بگلوی نجدیت 1316ھ

عقائدِ وہابیہ کے رد میں:۔

(1) النفحة الفائحه من مشک سورة الفاتحه 1315ھ

(2) الاستمداد علی اجیال الارتداد 1337ھ

(3) آکد التحقیق بباب التعلیق 1322ھ

(4) المجمل المسدد ان ساب المصطفیٰ مرتد 1301ھ

(5) المقالة المسفره عن احکام البدعة المکفره 1326ھ

(6) البارقة الشارقة علی المارقة المشارقة 1312ھ

(7) اکمال الطامة علی شرک سوی بالامور العامة 1312ھ

جماعتِ ثانیہ کے متعلق ردِ گنگوہی میں:۔

(1) الراد الاشد البهی فی هجر الجماعة علی الکنکوهی 1313ھ

عقائدِ وہابیہ کے رد میں مزید تصانیف:۔

(1) باب العقائد و الکلام 1335ھ

(2) فیح النسرین بجواب الا سئلة العشرین 1311ھ

بعد نمازِ جنازہ دعا کے عدمِ جواز میں فرقہ وہابیہ کا رد:۔

(1) بذل الجواز علی الدعاء بعد صلاة الجنائز 1311ھ

متفرق بدعات کا رد

امام احمد رضا محدث بریلوی نے شریعت کے خلاف جو بھی امور دیکھے فوراً آپ نے اپنے قلم کو جنبش ۱ دی اور ملت کی صحیح پاسبانی کی۔ اس دور میں اپنے آپ کو سُنّی کہلانے والے اور کچھ صوفیاء خانقاہی نظام میں مروجہ بدعات کا ارتکاب کیا لیکن امام احمد رضا نے اپنے اور پرائے کا فرق اور لحاظ کئے بغیر شریعت و سنّت کی نگرانی اور چوکیداری کے فرائض پورے طنطنے ۲ سے ادا کئے اور کسی بھی قسم کی رو رعایت سے باز رہے۔ یہ بدعت کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ مکتبہ فکر دیوبند کے اکابر علماء نے جائز اور مستحسن ۳ امور کو بدعت کا لباس پہنادیا، لیکن خود ان افعال میں غوطہ زن ۴ رہے۔ جس کام کو عوام اہلسنّت کیلئے بدعت قرار دیا وہ کام خود کیا اور اپنے ارتکاب ۵ کی صحت کیلئے تاویلیں پیش کیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو کام واقعی بدعت ہیں سیئہ ہیں بلکہ بدعات کی جڑ ہیں، ان کاموں کو مکتبہ دیوبند کے علماء نے امام احمد رضا محدث بریلوی سے منسوب کر دیا ہے اور امام احمد رضا کی عبقری ۶ شخصیت کو بدعات کا مؤیّد ۷ اور مجوّز ۸ قرار دیکر بدنام کرنے میں اپنی تمام قوت صَرف کر رہے ہیں۔ لیکن اگر انصاف کی نگاہ سے امام احمد رضا کی تصانیف کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا جائے تو ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ بدعت کی جو بھی کڑی سے کڑی تعریف مقرر کی جائے امام احمد ررضا محدث بریلوی کا دامن اس سے ہر طرح پاک اور صاف ہے۔ آپ نے بدعات کے استیصال ۹ میں اپنی پوری قوت صَرف کر کے بدعات کے خلاف کتابیں لکھیں، شائع کیں، اعلانیہ بدعات سے بیزاری کا اظہار کیا، تب بھی بدعتی ٹھہریں اور مخالفین اپنے اسلاف کی ہر بدعت کو موافقِ سنّت کہہ کر کرتے جائیں اور اس کے باوجود بھی پکّے موحد ۱۰ ہونے کا دعویٰ کریں۔

اس ساری تمہید سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ امام احمد رضا نے اپنی غیر معمولی صلاحیت، عبقریت، بے شمار علوم وفنون میں حیرت انگیز صلاحیت اور ملتِ اسلامیہ کی گرانقدر خدمت انجام دے کر اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لافانی ۱۱ و دائمی عظمتوں کی تقدیس ۱۲ اور مسلمانانِ عالم کو ان کی محبت و عشق میں منسلک کرنے کی جو عظیم تحریک چلائی اور ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مرمٹنے کا جو جذبہ اور ولولہ مسلمانوں کے دِلوں میں پیدا کر کے متاعِ حیات ۱۳ بخشی اور ان کی عبقری شخصیت عالمی پیمانے پر ابھری، تو مخالفین نے ان کے خلاف طرح طرح کے بہتان طرازیاں ۱۴ اور افتراء پردی ۱۵ سے کام لیا اور جن بدعات کا امام احمد رضا نے بِلاَ خَوفِ لَومَةِ لاَ ئِمٍ شدت سے رد کیا، انہیں بدعات کو امام احمد رضا کی طرف منسوب کر کے ناانصافی کا بے مثال کارنامہ انجام دیا اور برصغیر کے عوام کی بڑی تعداد کو آپ کا مخالف بنادیا۔

---

۱ حرکت ۲ رعب ۳ پسندیدہ ۴ مبتلا ۵ عمل کرنا ۶ ذہین ۷ تائید کرنے والا ۸ جائز رکھنے والا ۹ جڑ سے اکھیڑنا ۱۰ پکا مسلمان ۱۱ نہ مٹنے والا

۱۲ پاکیزگی ۱۳ زندگی کا اثاثہ ۱۴ الزام لگانا ۱۵ بہتان لگانا

حالات کا غیر جانبدارانہ تجزیہ کرنے سے جو حقیقت روزِ روشن کی طرح سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ علمائے دیوبند کی توہین آمیز عبارات پر امام احمد رضا محدث بریلوی نے جو گرفت کی تھی وہ اس قدر صحیح، برمحل [1] اور واقعہ کے مطابق تھی کہ علمائے دیوبند سے اس کا کوئی جواب دیا ہی نہیں جاسکتا تھا کیونکہ ان عبارات کا صرف یہی ایک علاج تھا کہ ان عبارات سے رجوع اور توبہ کی جائے۔ لیکن علمائے دیوبند نے ان توہین آمیز اور گستاخانہ عبارات پر اصرار اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور ان کی الٹی سیدھی اور بے محل تاویلات کا جو پاکھنڈ [2] رچایا اتنا گھٹیا قسم کا تھا کہ اس سے اُردو زبان کے روزمرہ کے الفاظ اور محاورے بھی آج تک شرمندہ ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کی کسی بھی گرفت کا علمائے دیوبند نے آج تک کوئی معقول اور مدلل جواب نہیں دیا اور جواب بھی کیا دے سکتے ہیں؟ ان کی حجت آج بھی قائم ہے۔ لہٰذا علمائے دیوبند نے معقول اور سیدھی راہ اختیار کرنے کی بجائے الزامی جواب کے طور پر امام احمد رضا محدث بریلوی پر شرک اور بدعت کے ہتھیاروں سے حملہ آور ہونے ہی میں عافیت سمجھی اور مسلمان عوام کا ذہن دوسری طرف پھیرنے کیلئے شدت کے ساتھ یہ پروپیگنڈہ شروع کردیا کہ وہ تو خرافات [3] وبدعت کے موید، مجوز اور حامی ہیں۔ دیوبندی مکتبۂ فکر کے ایک معمولی طالب علم سے لے کر اساتذہ تک بلکہ تبلیغی جماعت کے جاہل مبلغین تک امام احمد رضا محدث بریلوی کو بدعی اور ان کے افکار ونظریات کو بدعت بدعت کہتے نہیں تھکتے۔ اگر امام احمد رضا کے ان افکار و نظریات اور ان کی شخصیت کو بدعتی اور بدعت کا موید ومبلغ کہا جائے گا تو پھر حقیقی اور سچے مسلمان کی تعریف کیا ہوگی؟ جس سے امام احمد رضا تو خارج ہو جائیں۔

حقیقی اور کامل مسلمان کی تعریف یہ ہے کہ "اس کا کوئی قول وفعل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرماں برداری کے باہر نہ ہو اور اس کی زندگی کا ہر لمحہ شریعت کی پابندی میں گزرے، تو بلاشبہ ہم پوری ذمہ داری اور دیانت داری کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ امام احمد رضا محدث بریلوی کا شمار ملتِ اسلامیہ کے ان چند ممتاز اور کامل مسلمانوں میں ہوتا ہے جن پر اس دھرتی کو فخر حاصل ہے رہی یہ بات کہ فسق وفجور، شرک وبدعت اور شریعت کے خلاف ہر کام کی زبانی مخالفت اور قلمی جہاد کرنا علمائے حق کا فریضہ ہے توہم بغیر کسی رعایت کے عرض کرتے ہیں علمائے اہلسنّت اور بالخصوص امام احمد رضا محدث بریلوی نے اس میں ذرہ برابر بھی کوتاہی نہیں کی۔ شرک وبدعت کے خلاف جس طنطنے سے انہوں نے قلم اٹھایا ہے وہ اور کہیں نظر نہیں آتا چاہے ان امور میں عوام مبتلا ہوں یا خواص، اس بارے میں آپ کا قلم ایسا خنجر ہے جو اپنے بیگانے کی تمیز روا نہیں رکھتا۔

(۱) تعزیہ داری (۲) قوالی (۳) مزارات پر عورتوں کی حاضری (٤) نشہ آور اشیاء کا استعمال (۵) شریعت وطریقت میں فرق اور تضاد [4] ماننا وغیرہ کے علاوہ بہت سی ایسی بدعتیں جو مسلمانوں میں رائج تھیں ان کا بھی آپ نے اعلانیہ رَد کیا اور ان کے خلاف فتویٰ اور رسائل تصنیف فرمائے جن میں سے کچھ بدعات حسب ذیل ہیں:۔

ا موقع پر ۲ فریب ۳ بیہودہ باتیں ۴ مخالفت

☆ محرم کی ناجائز رسومات جو عوام میں رائج ہیں...... ☆ مرد کا چوٹی رکھنا جیسا کہ بعض فقیر رکھتے ہیں...... ☆ بیٹر بازی......
☆ مرغ بازی...... ☆ بال مثل عورت لمبے رکھنا اور دلیل حضرت گیسو دراز سے پکڑنا...... ☆ قبر کا طواف کرنا یا بوسہ لینا......
☆ قبر کا بلند تعمیر کرنا...... ☆ ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کی رسومات...... ☆ پیر کے سامنے عورتوں کا بے پردہ آنا......
☆ کنکیا[1] اڑانا...... تاش و شطرنج کھیلنا............ ☆ امام ضامن کا باندھنا...... ☆ شادی کی مروجہ رسومات...... ☆ بچوں کے سر پر اولیاء کے نام کی چوٹی رکھنا یا کان میں بالیاں پہنانا...... ☆ مختلف درختوں اور طاقتوں میں شہدا تصور کر کے ان کی فاتحہ کرنا، لوبان جلانا، مرادیں مانگنا...... ☆ قبر پر اُجرت دیکر تلاوت کروانا...... ☆ میت کے گھر شادی کی طرح جمع ہونا دعوتِ طعامِ میت...... ☆ فرضی مزارات بنانا اور ان پر عرس کرنا...... ☆ پیرانِ پیر کے نام سے بعض جگہ چلہ بنا کر یا ان کے مزار کی اینٹ پر عرس کرنا...... ☆ جمعہ کے خطبہ میں اُردو اشعار پڑھنا وغیرہ مذکورہ بدعات کے خلاف امام احمد رضا نے جو کچھ لکھا ہے وہ یہاں پر تفصیل سے بتانا ممکن نہیں۔ فقیر نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب 'بدعت اور بریلی' تصنیف کی ہے اس میں ان تمام بدعات پر تبصرہ کیا ہے۔

وقت کا تقاضا اور اہم ضرورت ہے کہ امام احمد رضا کی بدعات کے رَد میں لکھی ہوئی کتابوں اور فتاویٰ کو زِیادہ سے زیادہ شہرت دی جائے تا کہ اس کو پڑھ کو لوگ ان بدعات کے ارتکاب سے بچنے کے ساتھ ساتھ غلط فہمیوں کے اس اندھیرے سے بھی باہر آجائیں جو امام احمد رضا کے خلاف مخالفین نے پھیلا رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حق و صداقت سمجھنے کی اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سیّد المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والسلام

تمت بالخیر

---

[1] پتنگ